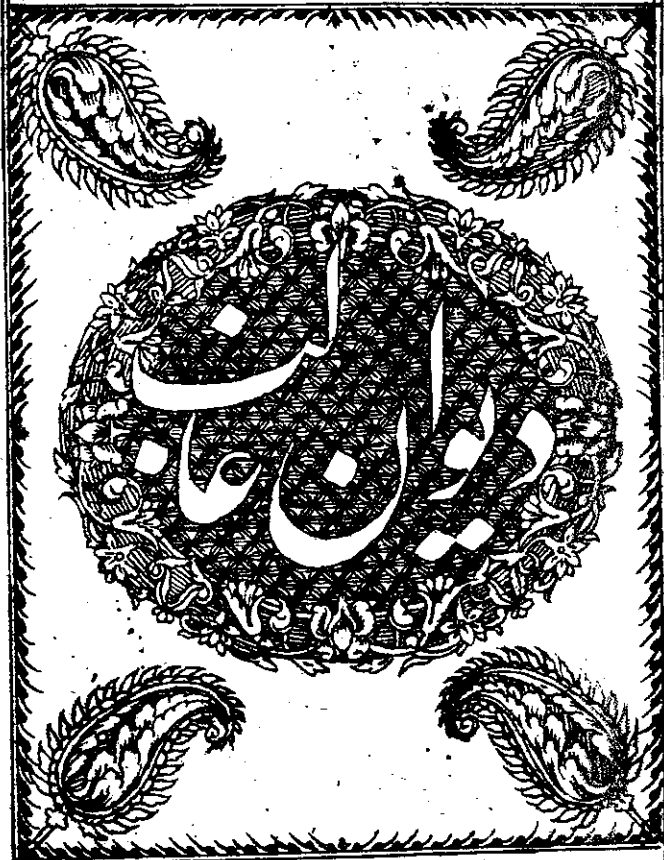


مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ



مَطْمَعٌ صَبْرٌ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ
رِجَالٌ نَظَّافَةٌ وَأَكْبَابُ طَبِيعَةٍ

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
رَبِّكَ رَحِيمٌ

بسم الله الرحمن الرحيم

مشامیم آستمایان اصلا و نهادن ششینان را کرده که لختی از سلمان مجرور وانی آلوده وانی از عود و بندگی
 دست بهم داده است نه چو بجای سنگ نروب خود و بنجارا طبیعتی تنگسته بی اندام تراشید بلکه به بر شگافه بکامو
 ریزه ریزه کرده بسو آن خراشیده این منگ گدنگی شوق مستجوی آتش پاری ست نالتشی که در گنجینهای هند
 افشرد و خاموش و کف خاکستر برگ خودش نیو پیش بینی بر روی سلم است از ناپاکی با ستخوان مرده نا بار سنگستن و از
 دیوانگی برشته شمع نزار کشته او سخن بر آینه بدل که منت نیرود و بزم افروشن را نشاید رخ آتش بر صبح با فرو زنده و آتش
 پرست در بیا و افروز هم در آتش سوزنده میگ میداند که پرده نه در بوی آن رخشنده آذوقه در آتش است که چشم ریشی
 هوشنگ از رنگ برهنه تا فته و در ایوان لهر اسپ نشو و نمایانه حسن افروخت و لار رنگ قمع چشم و که را چراغ
 بنشسته و خیزان رون سخن با فروز را سپاسم که شکر لری از آن آتش تابناک بجا کستر خوش یافته بجا و کاه و سینه شافه ام و از
 نغز بر آن بر بنا و بود که در یک با بر گوگلان می فرام تو اندام که مجرور افرو شتایی چراغ در آینه و ابل شتایی و ماغ
 تو از خورشید با ما کار نه این نام را آن در سرست که این از تحاب دیوان ریشی که راه و آن سر ای دیوان فاری بر خیز و
 با شفا که کلان بر فرویزن پس انوی خوشترین نشیند امید که سخن سر ایان خوشتر ساسی بر گنجه ایاتی را که خارج از این
 اوراق با بند نامند تراوش که کلان این نام سیاه نشاند و چاه که در دیار ساریش و کوهستان آن شاد منون با خود
 شگانه آری این بیستی نشینده در عیسی بر پیرایند سید بی نقش بنیامده تعاش که اسد خندان
 سووم به میرزا نوشته سرور و جمال تبسم است چاکر اگر آبادی اولد و اولوی سخن است فرجام

کار خنجر مرقع زیند

عَلِيَّت

۱۰

نقش فریادی ہی کس کی شوقی تشریر کا کا و کا و سخت جا بنیامی تنہائی نپو چہر خدیجی جنتیاری شوق و کیا چاہیے آگہی دام شنیدن جہت قدر چاہی چہی	کاغذی ہی پیرہن ہر پیکر تصویر کا صحیح کرنا شام کا لانا ہی جوی شیر کا سیدہ شمشیر سی باہری دم شمشیر کا دعا عفت ہی پنی عالم تشریر کا
---	---

بکہ ہون غالب اسیرین ہی آتش زیر پا موی آتش دیدہ ہی حلقہ مری زنجیر کا	
--	--

جرات تھو الماس ارمان داغ جگر ہر یہ	سبار کباد اسد عشوار جان درو مند آریا
------------------------------------	--------------------------------------

۱۱

خزقیں اور کوئی نہ آیا بردی کا ر اشفتگی فی نقش سویدا کیا درست تا خواب میں خیال کو تجھے معاملہ لیتا ہوں کتب غم دل میں سبق ہنوز و پانچ کن فی داغ عیبوب پر ہنگ	صحہ اگر بتنگی چشم حود تھا ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دو د تھا جب آنکھ کھل گئے غم زبان تہا تو تھا لیکن یہ کہ رفت گیا اور بود تھا میں در نہ پر لباس میں تنگ و جو د تھا
--	---

تیشی بھیر مر لگا کو کھن اسد گر شہ تھار سوم و تیرود ہتا	
---	--

۱۲

کتی ہوننگی ہم دل اگر پڑا پایا عشق سی بیعت فی زلیت کا ترا پایا دوستدار دشمن ہی اعتماد دل معلوم سہلی و پر کار ہی بخودی و شہیاری	دل کمان کہ گم کھی ہمنی دعا پایا درو کی دو لپائی درو ملی دو ا پایا آہ بی اثر و کھی نالہ تار پایا حسن کو تامل میں جرات آزا پایا
--	--

خون کیا ہو یا دیکھا کم کیا ہو ا پایا	خچہ پر گنگا کھنی آج بھی پانچا دل
بھنی بار بار ہوندا تھی بار بار پایا	حال دل نہیں معلوم لیکن اس قدر یعنی

شوہنڈا صبح فی زخم پر تک چہرہ کا	۴۵
آپ سی کوئے پوچی تھے کیا مزا پایا	

آتش خاموش کی مانند گویا جل گیا	دل مراسوز نہان سی بی محابا جل گیا
اگل اس گہرین لگی ایسی کہ جوتھا جل گیا	دلین ذوق وصل یاد پارنگ باقی نہیں
میری آہ آتشین سی بال عنقا جل گیا	مین عدم سی بھی پڑی ہوں ورنہ غافل بارہا
کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا	عرض کچی جو ہر اندیشہ کی گرمی کمان
اس چراغان کا کرون کیا کار فرما جل گیا	دل نہیں تھجو دکھنا آ ورنہ داغون کی بہار

میں ہوں اور فریگی کی آرزو غالب کہ دل	۴۶
دیکھ کر طرز تپاک اہل دنیا جل گیا	

قیس تصویر کی پردہ میں بھی عریان نکلا	شوق ہر رنگ رقیب سے سامان نکلا
تیر ہی سینہ پہل سی پر افشان نکلا	زخم فی داؤندی تنگی دل کی یارب
جو تری بزم سی نکلا سو پریشان نکلا	بوی گل نالہ دل دو و سپہ رخ مغل
کام یاروں کا بہ قدر لب و دندان نکلا	دل حسرت زدہ تھا مادہ لذت درد
سخت مشکل ہی کہ یہ کام ہی آسان نکلا	ہی نو آموز خا ہمت دشوار پسند

دل میں ہر گریہ بی اک شور اوٹھایا غالب	۴۷
آہ چرکھ نہ نکلاست سو عوفشان نکلا	

عشق نبرد پیشہ طبع کا رہا مرد تھا	دہکی میں مر گیا جو نہ باب نبرد تھا
اورنی سے بیشتر ہی مارنگ زود تھا	تتا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا
مجموعہ خیال ایسے فرد فرد مت	تالیف نغمہای وفا کر رہا تھا بین

دل تا جگر که ساحل میباید خون برآید بمانی بگوئی که گمش اندوه عشقی که اجاب چاره سازی و هفت نکر است	این بگویم بود کی سنگ گداز دل بری بگر گویا تو شوم دل کا در تا زندان برین بر خیال بیابان نور در تا
--	--

پراش بی کنی با سینه خسته ماکی حق نخت کردی لب آزاد مرد تا	۵۴
---	----

شمار سوره مرغوب به شکل پند آیا بغض بی بی نو میدی جاوید آسان	تو شای بیگ کت بر درون صد دل پند آیا کشایش کو ما را عتده شکل پند آیا
--	--

هوای سیر گل آینه بهر سحر قاتل که انداز بجز غلتیدن بسل پند آیا	۵۵
--	----

دهرین عشق و فاجعه ستمه نوا سبزه خطای ترا کاکل سرکش نوب مینی چاه تا که اندوه و فاسی چو نون دل گذرگاه خیال می و ساغری سبی هون تری و عدده نکرین بی راضی که گوی کس بی حسدی قسمت کی شکایت کجی	بی بی دره لفظ که شمر منده معنی نوا بیز مرد بی سرایت دم ارضی نوا و دستگر می سکتی به بی راضی نوا گر نفس جاوه سه منزل تقوی نوا گوش منت کشی گلابک ستمه نوا هنی چاه تا که مرعابین شوه بی نوا
---	--

مرگیا صد که کین جنبش لب سی غالب تا توانی سینه حریف دم سینه نوا	۵۶
---	----

ستایشگری زاهد استعد حسن باغ عنوان کا بیان کی کجی بیدار و کاوشهای شرکان کا تقوی سلطنت خالق بی باغ میری نالون کا و کبریا تا خاوی گویا و کجی نالی	و دیک گویا سستی بهر نوبی طلق نیا کا که بر کب قطره خون حاتمی سستی بیان کا لیا انحضرت عتقا و کجی نالی مردم طریقه دل یک سستی سستی نالی
---	--

کیا آئینہ خاکیکارہ نقشہ تیری جھلکے مری تعمیر میں مغز مری اک صورت خالی کی او گا ہی گم میں ہر سو سبز ویرانی تماشاکر نموشی میں نہان گشتہ گلگون آفرین میں ہنوز اک پر تو نقش خیال یار باقی ہی نسل نوح کیسے آج آپ سوتی ہیں کینے زمین معلوم کس کسٹا ہو پانی ہوا ہو گا	کہی جو پرتو غم و شہید عالم شہستان کا ہوتی برق غم میں گاہی خون گرم بختان کا دراز ب کھوونی پر گھاس کی ہی میری بانٹا چراغ مردہ ہوں میں بربان گور غریبان کا دل افسردہ گویا مجھ ہی یوسف کی زندان کا سب کیا خواب میں گوتہ سہا ہی نہان کا قیامت ہی سرنگ آلودہ ہونا تیری ترکان کا
--	---

۱۰	نظریں ہی ہماری جاؤ راہ نما غالب کہ یہ شیرازہ ہی عالم کے اجزائے پریشان کا
----	---

سو گا یک بیابان لنگی ہی ذوق کم میرا	جب سو برفنا رہی عشق قدم میرا
-------------------------------------	------------------------------

۱۱	محبت تھی میں ہی لیکن اب یہ بیدار ہی کہ موج بوی گل ہی ناک میں آتا ہی دم میرا
----	--

سراپا ہن عشق و ناگویر الفٹ ہستی	عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا
---------------------------------	---

۱۲	بقدر ظن ہی ساقی غارتشہ کا سے سینے جو تو دریا ہی ہی تو میں خمبازہ ہوں ساحل کا
----	---

محرمین ہی تو ہی نواہی زلز کا رنگ شکستہ صبح بہار نظارہ ہی تو اور سوی خبر نظر ہی سینہ تیز مڑی سبکدوش میں بیدار تیرے بن سبکدوش رہی ہی ہوش کاوش کاوش کی ہی تاشک کی ہوش	بان ورنہ جو حجاب ہی پردہ ہی ساز کا یہ وقت ہی شگفتن گلبہای ناز کا میں او دکھ تری تروما ہی دراز کا طعمہ ہوں لیکہ ہی نفس جاگداز کا برگو غم سلا ہی سہر شیشہ باز کا نامن پتھوں میں گزرتا ہے سباز کا
---	---

تاج کاوش غنیمت بران ہوا
سینہ کہ تھا دینے گمراہے راز کا

بزم شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا
شبہ ہونے پہر غنیمت نشندہ کا منظر کھلا
گرچہ ہون دیوانہ پر کیوں دوست کا کھلون بیجا
گوئے سب ہون اوکی باتیں گونپاؤن او کا سبید
ہی خیال حسن میں حسن عمل کا سا خیالی
سو نہ نہ کھلنی پر ہی وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں
دور پر رہنی کو کہا اور کہہ کی کیسا پہر گیا
کیوں اندر ہی ہی شب غم ہی بلاؤنگا زول
کیا ہون غربت میں خوش جب ہو جاؤنگا خیال

رکھو یارب یہ دور غنیمت گو کہ کھلا
اس شگفت سی کہ گویا بتکرہ کا در کھلا
آستین میں دشنہ بہان ہاتھ میں نشتر کھلا
پر یہ کیا کم ہی کہ جیسی وہ پری بیکر کھلا
خلد کا اک دور ہی میری گوری اندر کھلا
راف سی بڑ بکر نقاب میں شوخی تندر کھلا
جب ہی عرصہ میں مر اہمیشا ہوا ستر کھلا
آج ماور ہری گور سبیکا دیدہ اختر کھلا
نامہ لاتا ہی وطن سی نامہ پر اکثر کھلا

اوکی بہت میں ہون میں میری میں کیوں کام نہ
دہلی میں شہ کی غالب گنبدنی دور کھلا

شب کہ برق سوز دل سی نہرہ لبر آب تھا
وان کرم کو غد بارش تا غما گیر خواہم
وان خود آرائی کو تا موتی پر دیکھا خیال
جلوہ گل فی کیا تھا وان چراغان آسجور
یاں سر پر شور بخوابی سی تھا دیوار جو
یاں بخش کرتا تھا دشن شیخ بزم جو دکا
فرخ سی تا عرض وان طوفان تامل جو کجا

شعلہ جوالہ ہر یک حلقہ گروا بہت
گردی سی میان چنید بالمش کف سیلاب تھا
یاں ہجوم اشک میں تارنگہ تا یاب تھا
یاں روان شکرگان چشم تر سی خون تاب تھا
وان وہ فرق نازہ محو بالمش کوزاب تھا
جلوہ گل وان بسلا صحبت احباب تھا
یاں نہیں سی آسمان تک سوختن کا باب تھا

نامہ لاتی نامہ لاتی نامہ لاتی نامہ لاتی

۱۵۸ دل که زوق کدوش زانوی لذت یاب تما

ناله دل میں شب اندازے اور تا یاب تما مقدم سیلاب ہی گل کی آتش آہنگ ہی ناز میں ایام خاکسیر نشینے کی کہوں کچھ نہ کی اپنی جنون نارسانی ورنہ بیان آج کیوں ہو نہ نہیں اپنی اسیروں کی سچی یاد کر وہ دن کہ ہر ایک حلقہ تیری دام کا	تہا سب تہو بزم وصل غیر کو بیجا تما خاٹ عاشق نگر ساز صدای آب تما پہلو اندیشہ وقت لب تر سنجاب تما ذره ذره روکش خورشید عالیا تما کل تک تیر ہی دل صفیر وفا کا باب تما انتظار صید میں ایک دیدہ بخواب تما
---	--

۱۵۹ مینی روکارت غالب کو گر نہ دستیکتے
او کی سیل گریہ میں گردون کت سیلاب تما

ایک ایک قطرہ کا مجھی دینا پراساب اب میں ہوں لوہا تمہیک شہر آرزو کیوں میں میری غمش کو پہنچی بگر کہ میں سوج سہا رشت وفا کا پوچھ چل	خون بگرو دھیت ترکان یار تما توڑنا جو تونی ہمیشہ نشان اہتما جان آدہ ہوا می سر بگزار تما ہرزہ مشعل جو ہر تیغ آبدار تما
---	---

۱۶۰ کہ جانی تھی ہم ہی غم عشق کو پرات
دیکھا تو کم ہوی یہ غم روزگار تما

سبکہ دشواری ہر کام کا آسان ہونا گریہ چاہی ہی خرابی مری کا شایگی دای یو لگی شوق کہ ہر دم مسکو جلوہ از سبکہ نقاشی انکہ کرتا ہی عشرہ منتقل کہیں تہا مت چھو لیکن نکین ہم و ان تہا می منتقل	آدی کو ہی بیستر نہیں لہان ہونا درو دیوار سی پیکے ہی بیابان ہونا آپ جانا آدہ ہر اور آپ ہی حیران ہونا جوہر آہند ہی چاہی ہی ترکان ہونا عید مظاہر ہی مشقیر کا مری ہونا توہن ایک صبر رنگ گستاہ ہونا
---	---

<p>عشرت پازہ ولی جسم تنگمانا کی مری قتل کی جلاوٹی جناسی توہ</p>	<p>لذت ریش جگر غرق نگدوان ہونا ہای اوس زودیشیا کجا پیشان ہونا</p>
<p>۱۸</p>	<p>حیف اوس مارگرہ کپری کی قسمت غالب جبکی قسمت میں ہو عاشق کا گریبان ہونا</p>
<p>شب نما شوق ساقی رستخیز اندازہ تہا یکدم وحشت نمی رس و قمر مکان گہلا بانع وحشت خرامیہای لیلی کون ہی پوچہ بہت سوغی نازہ تنگنای حسن</p>	<p>تا محیط بادہ صورتخاہر خمیانہ تہا جاوہ اجزای دو عالم و کاشیت کاشیرا خانہ مجنون صحر اگر دلی دروازہ تہا دست مرمون خار خار ہن غارہ تہا</p>
<p>۱۹</p>	<p>نالہ دل سینے صلہ اور بق نخت دل بساد یادگار نالہ اک دیوان بی شیرازہ تہا</p>
<p>دوست غمخوار ہیں میری سہمی فرما و نیگی کیا بی نیازی حدی گزری بندہ پرور کب تلک حضرت ناصح گراوین دیدہ و دل فرس راہ آج وان تیغ و کفن باندہ ہی ہوی جانا ہونین اگر کیا ناصح نی ہکو قید راہمایون سیسے خانہ زاولت ہن پیمیری باگین کی کیون</p>	<p>زخم کی بہری تلک ناخن نہ بڑہ جاو نیگی کیا ہم کہین گی حال دل و رآپ فرما و نیگی کیا کوئی جھکو بیہ تو سہما دو کہ سہما دین گی کیا غدر میری قتل کرنی میں وہ اب لاؤ نیگی کیا بہر جنون عشق کی انداز چٹھا و نیگی کیا ہن گرفتار و فاز زندان ہی گہرا و نیگی کیا</p>
<p>۲۰</p>	<p>ہی اب اس مہورہ ہن فخر عزم الفت اسد ہن ہی بانا کہ دتے میں رہن کما دین گی کیا</p>
<p>پتی ہاری قسمت کہ وصال پار ہوتا تری وعدہ چہی ہر فریجان چوٹ جان تری ناکھی سی جاناکہ نہ تاہتا عہد</p>	<p>اگر اور جیتی رہتی ہی آفتاب ہوتا کہ خوشی ہی مر نہ جاتی اگر اعتبار ہوتا کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا</p>

کوئی سیری مل سی پوچی تری تیرے نکیش کو یہ کہان کی دوستی ہی کہنی ہیں دست ناسخ رگ سنگ سی پکنا وہ لہو کہ پھر نہ تہمت غم اگر چہ جان گل ہی یہ کہان پھین کہ دل ہی کہوں کہس ہی میں کہ کیا ہی شب غم بڑی بلا ہی ہوئی مری ہم جو رسوا ہوئی کیوں غرق دریا ادسی کون دیکھ سکتا کہ گمان ہی وہ کیتا	نیوش کہانسی ہوتی جو جگر کی پار ہوتا کوئی چارہ ساز ہوتا کہ نے عکسار ہوتا جی غم سمجھ ہی ہو یہ اگر شہار ہوتا غم عشق گر نہ تو غم روزگار ہوتا مجھے کیا بڑا تہا مرنا اگر ایک بار ہوتا نہ کہی جب زہ او ٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا جو دولی کی پوچی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا
--	---

۵۲
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
بچتے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ غوار ہوتا

ہوس کو ہی نشا کار کیا تجاہل بیگنی سے دعا کیا نواز شہای بیجا دیکھتا ہوں گناہ سے مجھ با چاہتا ہوں فروع شعلہ خس کھینچ ہی غصن مویج محیط بخوردی ہی وہ عطر پیدہا ہن ہن ہی دل بر قطرہ ہی ساز انوار مجاہد کیا ہی میں ضامن اور کہیہ سن ای غار مگر جنس فاس کیا کسنی بگوار ہی کا وہی یہ تامل وعدہ صبر آزا کیوں	نہو مزا تو جیننی کا مزا کیا کہان تک ای سراپا باز کیا کیا شکا تہای رنگین کا گلا کیا تفاظ ہی نسکین آزا کیا ہوس کو پاس ناموس وفا کیا تفاظ ہی ساقی کا گلا کیا غم آوا گیبی صبا کیا ہم او سکے ہن چار پوچنا کیا شہیدان نگہ کا خوب کیا شکست قیمت دل کی صد کیا شکیب خاطر عاشق ہلا کیا یکافر فتنہ طلاق ربا کیا
--	---

۵۲۱	<p>۶۴۸۰ بی غالب اوسکی ہر بات عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا</p>
-----	--

<p>در غرقہ و غضب جب کوئی ہنسنا ہوا سبکدگی میں ہی وہ آزادہ و خوبین ہیں کہ ہم سبکو معتبول ہی عوی تری یکتائی کا کم نہیں نازش ہنسا می چشم خوبان سینہ کا داغ ہی وہ نالہ کہ لب تک نگیا نام کامیری ہی جو دکھ کہ کسیکو غلا ہر بن موسی دم ذکر نہ شکے خوناب قطرہ میں وجہ دکھائی ندی اور جزو میں گل</p>	<p>پر غلط کیا ہے کہ ہسا کوئی پیدا ہوا اوستے پہرائی ڈر کسبہ اگر وا ہوا رو برو کھلے بیت آئینہ سیا ہوا تیرا مہیار برا کیا ہی گر چہ پٹا ہوا خاک کا رزق ہی وہ قطرہ کہ دریا ہوا کام میں میری ہی جو فتنہ کہ برپا ہوا جزوہ کا قصہ ہوا عشق کا چرچا ہوا کیس لڑکوں کا ہوا دیدہ بیسنا ہوا</p>
--	---

۵۲۲	<p>تھی خبر گرم کہ غالب کی اورین کی پزی دیکھی ہم ہی گئی تھی یہ تماشنا ہوا</p>
-----	--

۵۲۳	<p>اسد ہر وہ جسٹون جولان گدای بی سرو پاہن کہ ہی سپہ پتھرگان آہو پشت خار اپنا</p>
-----	--

<p>پنی تکریم تختہ ہی شہم نارسائیکا نہو حسن تماشنا دوست رسوا بیوفائی کا تکات حسن دی ای جلوہ بینش کہ مہر آسا نما را جا کو بچرم غافل تیری گردن پر تنہای زبان محو سپاس بیزبانی ہے ہی ایک بات ہی جو بیان غرض انجنت گل کا دہان بست پیچارہ جو زنجیر رسوائی</p>	<p>بجون غلطیہ صدنگ دعوی پارسانیکا بہر صد نظر ثابت ہی دعوی پارسانیکا چراغ خانہ درویش ہو کا سہ گدا نیکا رہا مانند خون بگینہ حق آشنا نیکا شنا جس ہی تقاضا شکوہ بیست و پانیکا چمن کا جلوہ باغشتی مری نگین تو نیکا عدم تک بیوفا چرچا ہی تیری بیوفانیکا</p>
---	---

۵۲۴

ندی نامی کو اتنا مول غالب مختصر کندی

کہ حسرت سنج ہوں عرض ستمناہی جدیگا

بی تکلف دلخیز مہم خردمان ہو جا سکا
 پر تو مہتاب سبیل خانمان ہو جا سکا
 ایسی باتوں سی وہ کافر بدگمان ہو جا سکا
 یعنی یہ پہلی ہی نذر امتحان ہو جا سکا
 مجھ پر گویا اک زمانہ مہربان ہو جا سکا
 شعلہ خس میں جیسی خون گ میں بنان ہو جا سکا
 ہر گل تر ایک چشم خون نشان ہو جا سکا
 اتنا تک تو یہ توقع ہی کہ وان ہو جا سکا

گر نہ اندوہ شب فرقت بیان ہو جا سکا
 زہرہ گرا ایسا ہی شام چرخ میں ہوتا ہی آپ
 لی تو لون سوتی میں او سکی بانوں کا بوسہ گر
 دلو ہم صرف وفا سبھی تھی کیا معلوم تھا
 سبکی دل میں ہی جگہ تیری جو تو راضی ہوا
 گر نگاہ گرم فرماتی رہی تسلیم ضبط
 باغ میں جگنو نہ لیا ورنہ میری حال پر
 دای گر میرا ترا انصاف محشر میں نہو

۵۲۵

فائدہ کیا سوچ آخر تو ہی دانا ہی

دوستی نادان کی ہی جی کا زبان ہو جا سکا

میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا
 ایک تاشا ہوا گلانا نہ ہوا
 تو ہی جب خجبر آزمانہوا
 گالیان کہا کے بیڑا نہوا
 آج ہی گھر میں بوریا نہوا
 بندگی میں مرا بسلا نہوا
 حق تو یوں ہی کہ حق او نہوا
 کام گورک گیا روا نہوا
 لیسکے دل و لسان روانہ ہوا

درد منت کش دوا نہوا
 حج کرتی ہو کیوں قیوں کو
 ہم کھان سمت آزمانی جائیں
 کتنی شیرین تیری لب کہ قیوں
 ہی خبر گرم اون کی آنی کی
 کیا وہ نرود کی خدائی تھی
 جان می دی ہوئی او سکی تھی
 زخم گروہ گیا لہو نہ تنہا
 بہزنی ہی کہ دل سانی ہے

۵۲۶	<p>کچھ تو چچی کہ لوگ کہتے ہیں آج غالب غزل سرا ہوا</p>	
<p>گلا ہی شوق کو دین ہی تنگی جا کا یہ جانتا ہوں کہ تو اور باغ کتوب خانی پاپی خزان ہی بہار اگر ہی بھی غم فراق میں تکلیف سیر باغ ندو ہنوز محرمی حسن کو ترستا ہوں دل و سکو پہلی ہی ناز و ادوی ہی ٹھی نہ کہہ کہ گریہ بقدر حسرت دل ہی</p>	<p>گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا مگر ستیزہ ہوں فوج خاندان کا دوام کلفت خاطر ہی عیش دنیا کا مجھی دماغ نہیں خند ہای بیجا کا کری ہی برین مو کام چشم ہنیا کا ہیں باغ کمان حسن کی تقاضا کا سری نگاہ میں ہی جمع فرج دریا کا</p>	
۵۲۷	<p>فلک کو دیکھ کی کرتا ہوں و سکو یلو مسد جھامین او سکی ہی اندازہ کار تیرا کا</p>	
<p>ظہر ہی بسک جرت ہی نفس پور ہوا اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا</p>	<p>خط جام ہی سر سر شکر گوہر ہوا غیر بی کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا</p>	
۵۲۸	<p>جب یہ تقریب سفر باری محل بانڈا اہل بندیش فی بحر کدہ شوی ناز یاس و امیدی یک عہدہ یہ ان کا</p>	<p>تیش شوق فی خزرہ پاک لیل بانڈا جو ہر آئینہ کو طوطی بسیل بانڈا عجز بہت فی طلب ہم دل سا لیل بانڈا</p>
۵۲۹	<p>نہ بند ہی تشنگی ذوق کی مضمون غالب اگر چہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل بانڈا میں اور نرم ہی یوں تشنہ کام آؤں ہی ایک تیرے میں وہ نون چیدی ہی ہیں</p>	<p>گر مینی کی تہی تویہ ساقی کو کیا ہوا وہ دن گئی کہ اپنا دل ہی جگر جدا ہوا</p>

	<p>درمانگی بن غالب کچھ بن پری تو جانوں جب بیشتر تی گره تہا تاخن گره کشاہتا</p>	۵۰
<p>بجر کر بحر نہوتا تو بیابان ہوتا اگر ترینگ نہوتا تو پریشان ہوتا</p>	<p>گر تہا را جو نہوتی ہی تو دیرن ہوتا تجلی دل کا کلا کیا یہ وہ کا فزل ہی</p>	
	<p>نعبیک عمر و رع بار تو دیتا باد ہے کاش رضوان ہی دریا کا دریاں ہوتا</p>	۵۱
<p>دوبو یا محبو ہونی نی نہوتا میں تو کیا ہوتا نہوتا گر خب راتن سی تو زانو پر وہرا ہوتا</p>	<p>نتہا کچھ تو خدا تھا کچھ نہوتا تو خدا ہوتا ہو جب غمی یون جس تو غم کیا سر کی کٹی کا</p>	
	<p>ہوئی مدت کہ غالب گریہ پر یاد آتا ہے وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا</p>	۵۲
<p>ہیان جاوہ ہی فسیلہ ہی لالہ کی داغ کا کہیں سچا ہی عجز و صدمہ فی خط ایام کا کہتی ہیں جس کو عشق خلل ہی داغ کا تیرا کی فتہ ہم ہون دو دو چہراغ کا پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہی فراغ کا یہ میکن خسرا ب ہی می کی سراغ کا</p>	<p>کیزرہ زمین زمین بی کار باغ کا بی می کسی ہی طاقت آشوب آگہی بل کی کار و بار پہ ہن خدا ہی گن تازہ نہیں ہی نشہ فکر سخن سمنے سو بار بند عشق سی آواز او ہم ہوی بخون دل ہی چشم میں موج کجہ غبار</p>	
	<p>باغ شکفتہ تیرا باغ نشا اول اگر بہار چنکدہ کس کی داغ کا</p>	۵۳
<p>راز مکتوب پہ بریر علی عنوان سہما چاک کرتا ہوں میں جب کسی کہ گریبان سہما استدرنگ ہوا دل کہ میں زندان سہما</p>	<p>وہ مری چنین حسین سی غم نہان سہما کیا افن میں نہیں جنتل آئینہ ہنوز شرح اسباب گرفتاری خاطرست پوچھ</p>	

بگمانی نی بگمانا اوسى سرگرم خرام عجزى اپنى يه جانا که وه بد خو هوگا نفر عشق مين کی ضعف نی راحت سبى تنگر زيان شزه يارسى دل تاوه مرگ	بخ به بر طهره عرق ديره حيران بهما نص خس سى تپش شعله سوزان بهما برتد رم سايه کومين اپنى شبتان بهما دفع بچيان قضا اس قدر آهان بهما
---	---

۳۴	دل ديا جان کی کيون اوکو فادار اسد غافلې کی که جو کافر کو مسلمان بهما
----	---

په مچى ديره تر ياد آيا دم ليا تها نه قياست نی هنوز ساوگياى تناسل عذر و اماندگی با کيست دل زندگی يون بهی گزرى جاتی کيا بهی عنوان سى لرائى هوگی آه وه جرات فر ياد کمان په تری کو چه کو جاتا بهی خيال کونى ویرانى سى ویرانى بهی	دل بگر تشنه فر ياد آيا په تر اوقت سفر ياد آيا په و نه نیرنگ نظر ياد آيا تا که کرتا تا حکم ياد آيا کيون ترار اهنز ر ياد آيا گهر ترا حسد مين گر ياد آيا ولسى تنگ آکی حکم ياد آيا دل گم گشته گم ياد آيا دشت کو دیکه کی گهر ياد آيا
--	---

۳۵	مینی محسنون په کوپن مين اسد سنگ او شها پاتا که سر ياد آيا
----	--

بونی تاخیر تو کچه باعث تاخیر بهی تها تمسى بجا بهی مچى اپنى تباهى کا گلا تو مچى بهول کيا بهو تو پتا تبا دون قيد مين بهی تری وحشى کو دوى زلف کی ياد	آپ آتی تهي مگر کونى عنان گیر بهی شمس او مين کچه شانه نوبى تقدیر بهی است کبهى فراک من تری کونى نخچير بهی تها هان کچه که رخ گر انبارى زنجير بهی تها
--	--

<p>بات کرتی کہ میں لبتے تھے یہی ہوتا کر گیا بیٹھی تو میں لائق تعذیر ہی ہوتا تاکہ کرتا تھا ولی طالب تاثیر ہی ہوتا ہم ہی اتنے تھے سر و نین جو انہیں ہی ہوتا آخراوس شوخی تر کش میں کوئی تیری ہوتا آدمی کوئی ہمارا دم تھر رہے ہوتا</p>	<p>بجلی ایک کو تو گئی گھنٹوں کی آگ ہو گیا یوسف اوسکو کوئی اور کہہ نہی خیر ہوئے دیکھ کر غیر کو ہو کیوں نہ کلیا ہنڈا پیشہ میں عیب نہیں رکھنی نہ فراد کو نام ہم ہی مرنی کو کھڑی اس نہ آیا نہ سے پکڑی جاتی ہیں فرشتوں کی لکھی پر ناسخ</p>
---	--

<p>رہتی کی تہین استاد نہیں ہو غالب کہتی ہیں اگلی زمانی میں کوئی میر ہی ہوتا</p>	<p>۱۷</p>
--	-----------

<p>زیارت کہہ ہوں دل آزدگان کا</p>	<p>لب خشک و تشنگی سردگان کا</p>
-----------------------------------	---------------------------------

<p>۱۸</p>	<p>ہمنا امید ہی ہمہ بدگمانے میں دل ہوں شربت فاختہ و گالفا</p>
-----------	--

<p>افرو نہ ہی وہ طے تک کہ چہر نہوا ہوتا نور شید ہوا اسکی برابر نہوا ہوتا آنکو نہیں ہی وہ قطرہ کہ گوہر نہوا ہوتا میں ہوتی وقت نہ جھڑ نہوا ہوتا یعنی حسین شوق مگر نہوا ہوتا سیر سرداں ہی ابھی تر نہوا ہوتا</p>	<p>تو دوست کہ یہاں ہی سگر نہوا ہوتا چوڑا نہ شب کی طرح دست تصافی توفیق باذازہ بہت ہی اڑتی سی جب تک کہ تو کیا ہنافت بیا کا عالم میں سادہ دل آزدگی باری خوش ہوتا دریای معاصی تنگ آئی ہی ہوشنگ</p>
---	---

<p>۱۹</p>	<p>جاری تھی اسد داغ جگر سی مری تحصیل اشکدہ جاگہ سمندر نہوا ہوتا</p>
-----------	--

<p>۲۰</p>	<p>شب کہ وہ مجلس فرزند طوت ناموں ہوتا مشہور عاشق ہی کو موت تک جاگتی ہی ہوتا</p>
-----------	--

ماصل الفت ندیکما جز شکست آرزو | دل بمل پیوسته گو یا یک لب افسوس تھا

۳۹ کیا کہوں عیاری غم کی فراغت کا بیان
جرکہ کہا یا خون دل بی منت کیوس تھا

پایینہ دیکھ اپنا سامنے لیکنے رکھی | صاحب کو دل ندی پہ کتنا غرور تھا

۴۰ قاصد کو اپنی ہاتھ سی گردن نمار سیے
اوس کی خطا نہیں ہی یہ میرا قصور تھا

عرض نیاز عشق کی قابل نہیں ہا
جاتا ہوں داغ حسرت سستی لپی لپی
مرنی کی ایدل اور ہی تدبیر کر کہ میں
برو ہی شجرت در آئینہ باز ہی
دگر دی ہن شوق فی بند نقاب سن
گو میں رہا دین ستمہای و گلار
دلی ہو ہی کشت و غارت گئی کو
جن دل پہ ناز تھا مجھی وہ دل نہیں ہا
ہوں شمع کشتہ و زور محفل نہیں ہا
شایان ہوت و باروی قابل نہیں ہا
یاں امتیاز ناقص کامل نہیں ہا
غیر از نگاہ اب کوئی مائل نہیں ہا
لیکن تری خیال سی غافل نہیں ہا
مائل سلوی حسرت مائل نہیں ہا

۴۱ بیدار عشق ہی حسین ڈرتا مگر اسد
جن دل پہ ناز تھا مجھی وہ دل نہیں ہا

رنگ کتا ہی او سکا غریبی خلاص صفت
ذره ذره ساغریچانہ نیزنگ ہی
شوقی سامان تراز نلوش ابرا عجیز
میں اراک و فکا نگر او دل خوشی کدی
شکوہ سنج رنگ ہر گیز نہ بنا چاہی
کو کین نقاش یک تمثال شیرین تھا اسد
عقل کتا ہی کہ وہ بہر کس کا آشنا
گردش مجنون ہنکما ہی لیل آشنا
ذره صحرا و ستگاہ و قطرہ و ریا آشنا
عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا
میرزا نو مولس اور آئینہ تیر آشنا
سنگ سی سر مار کر ہو وی نہ پیدا آشنا

<p>و کراوس پوپوش کا اور پر بیان اپنا می وہ کیوں بہت پتی بزم غیر میں یارب منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتی دی وہ جس قدر ذلت ہم تنہی میں پائیں گی در و دل لکھوں کب تک جاؤں و کور کھلاؤں گستی گستی مٹ جاتا آپ فی عجب بلا تا کری نہ غمخیز کر یا ہی دشمن کو</p>	<p>بنگیا رقب آخر تا جور ازوان اپنا آج ہی ہوا منظور اد نکو امتحان اپنا عرش سی آدم ہوتا کاشکے مکان اپنا باری آتش ناکلا او کھا پاس بان اپنا آنگھیاں مکار اپنی خامہ خون چکان اپنا تنگ سجوسی میری سنگ آستان اپنا دوست کی شکایت میں ہمیں ہنر بان اپنا</p>
--	---

<p>۵۲۲</p>	<p>ہم کمان کی دانستی کس ہنر میں یکتا تھے بی سبب ہوا غالب دشمن آستان اپنا</p>
------------	---

<p>سر نہ مفت نظر سون مری قیمت ہی</p>	<p>کہ ہی چشم خریدار یہ احسان میرا</p>
--------------------------------------	---------------------------------------

<p>۵۲۳</p>	<p>رخصت نالہ مجھی دی کہ مبادا طلم تیری چہری سی ہونطا ہر عشم نہان میرا</p>
------------	--

<p>خافل ہو ہم ناز خود را ہی ورنہ بیان بزم قحح سی عیش تماشہ کہ کہ رنگ رحمت اگر قبول کری کیا بعید ہی مقتل کو کس نشا طوسی جاتا ہونین کری</p>	<p>بی شائہ صبا نین ظسہ گیاہ کا صید زو ام حبتہ بی من نگاہ کا شر مندگی سی عذر نکر نا گناہ کا پر گل خیال زخم سی دہن نگاہ کا</p>
--	---

<p>۵۲۴</p>	<p>جان در ہوا ہی یک نگہ گرم ہی اسد پر دانہ ہی وکیل تری داوخواہ کا</p>
------------	--

<p>جوری بازائے پر بازائین کیا لا تدن گردن میں سات تمان لاگ ہو تو او کو ہم مجھیں لگاؤ</p>	<p>کستی میں ہم جگو مشہد کھلاؤں کیا ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گسراؤں کیا جس کو کچھ ہی تو دسو کا کماؤں کیا</p>
--	--

یارب اینی خط کو پوچھنا میں کیا آستان یاری اوٹھ جائیں کیا مرگئی پر دیکھی دکھلائیں کیا	ہوئی کیوں نامہ بر کی سارے سارے موج خون سر سے گزری کویں غم کی عمر بردیکھا کیا مرنی کی راہ
	<p style="text-align: center;">۴۶</p> <p style="text-align: center;">چوتھی ہون کہ غالب کون ہی کوئی تلاءو کہ ہم متبلا میں کیا</p>
چمن رنگار ہی آئیں نہ پاؤ بہاری کا	لطافت بی کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
	<p style="text-align: center;">۴۷</p> <p style="text-align: center;">حریف پوشش دریا نہیں خوداری ساحل جان ساتی ہو تو باطل ہی دعویٰ ہوشیار کیا</p>
درو کا حدسی گزنا ہی دوا ہو جانا تہا لکھا بات کی بنتی ہی حد ہو جانا مٹ کیا کہسنی میں اس عقدہ کا ہو جانا اسقدر دشمن ارباب وفا ہو جانا باور آیا ہسین پانچا ہوا ہو جانا ہو گیا گوشت سی ناخن کا حد ہو جانا روئی ملی عم فرقت میں فنا ہو جانا کیوں ہی گورہ جولان صبا ہو جانا دیکھ برسات میں سبز آئینہ کا ہو جانا	عشرت قلوہی دریا میں فنا ہو جانا تجسسی قسمت میں مری صورت قفل باجید دل ہوا کشمکش چارہ رحمت میں تمام اب بخاسی ہی بن محمد ہم آمد آمد ضعف سی گریہ تبدیل بدم سرد ہوا دلسی مٹنا تری انگشت خانی کا خیال ہی بھی ابر بہاری کا برس کر کھلنا اگر نہیں نکمت گل کو تری کوچہ کی ہوس تاکہ تجھ پر کھلی اعجاز ہو ای صیقل
	<p style="text-align: center;">۴۸</p> <p style="text-align: center;">بخشی ہی جلوہ گل ذوق تماشا غالب چشم کو چاہی ہر رنگ میں وا ہو جانا</p>
	<p style="text-align: center;">۴۹</p> <p style="text-align: center;">باب</p>

<p>دی لہری کو دل و دست شاموچ شراب سایہ تاک میں ہوتی ہی ہوا موج شراب سرسی گزری پہی ہی بال ہا موج شراب موج ہستی کو کوئی فیض ہوا موج شراب موج گل موج شفق موج صبا موج شراب دی ہی شکیں بد مآب بقا موج شراب شہر رنگ سی ہی بال کشا موج شراب ہی تصویر میں زین جلوہ ناموج شراب لبکہ رکتی ہی سہ نشو و نما موج شراب موجہ نبرہ نوخیز ہی تا موج شراب رہر قطرہ بدریا ہی خوشا موج شراب</p>	<p>پہر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب پو چہ دست و چہ سہی ارباب چمن جو ہوا غرقہ می بخت رسا کتا ہی ہی یہ برسات وہ موسم کہ محبت کیا ہی اگر چار موج او شتی ہی طوفان طرب ہی ہر سو جسرت روح بناتی ہی جگر تشنہ ناز لبکہ و ڈری ہی گ تاک میں خون ہو ہو کر موجہ گل سی چراغان ہی گزراہ خیال نشہ کی پردی میں ہی جو تاشافی مانع ایک عالم پہ میں طوفانی کیفیت فصل شرح ہنگامہ ہستی ہی نہی موسم گل</p>
---	--

<p>موش اور تی ہن مری جلوہ گل دیکھ</p>	<p>پہر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب</p>
---------------------------------------	---

<p>بالت</p>	<p>۵۶۹</p>
-------------	------------

<p>جن لوگوں کی سہی درخوردہ گہر انگشت خالی مجھی دکھلا کی بوقت سفر انگشت</p>	<p>افسوس کہ دیدان کا کیا رزق فلک نی کافی ہی نشانی تری چستی کا ندینا</p>
---	--

<p>لکنتا ہوں سدا سوزش دہی جن گرم تذکرہ منگی کوئی مری حرف پر انگشت</p>	<p>۵۷۰</p>
--	------------

<p>پہراک روز مرنا ہی حضرت سلامت الگھی ہی خداوند نعمت سلامت</p>	<p>رہاگر کوئی تا قیامت سلامت جگر کو مری عشق خوشا بہ شراب</p>
---	---

علی الرحمہ دشمن شہید فامون	مبارک مبارک سلامت سلامت
نہین گرمو برگ اوراک معنی	
تماشای نیزنگ صورت سلامت	

۱۵۵	منگین کوئی ہی کوئی پچھسین غالب یار لائی مری بالین پواسی پرس وقت
-----	--

<p>آہ خط سی ہوا ہی سہر و جو بازار دوست ایدل ناعاقت اندیش ضبط شوق کر خانہ ویران سازی حیرت تماشای کجی عشق میں پیدا ورشک غیر فی مارا مجھی چشم ماروشن کہ اوس بید و کاوشا وہی غیر یون کرتا ہی میری پیش او سکی پھر میں تا کہ میں جانوں کہ ہی اسکی رسائی و ان تک جگہ میں کرتا ہوں اپنا شکوہ ضعف دماغ چکی چکی محکو روتی و یکمہ پاتا ہی اگر مہر پائیہای دشمن کی شکایت سبھی</p>	<p>دو دو شمع کشتہ تماشایہ خطا خسار دوست کون لاسکتا ہی تاب جلوہ دیدار دوست صورت نقش قدم ہوں زینہ رفتار دوست کشتہ دشمن ہوں آخر کر چہ تہا ہمار دوست دیدہ پرخون ہمارا ساغر سرشار دوست بی تکلف دوست ہو جسی کوئی غمخوار دوست محکو دیتا ہی پیام وعدہ دیدار دوست سر کر ہی ہی وہ حدیث نلف غیب ہار دوست ہنسکی کرتا ہی بیان شوخی گفتار دوست یا بیان کجی سپاس لذت گزار دوست</p>
---	---

یہ غزل پی مجھی جی سی پسند آتے ہی آپ ہی بولیف شعر میں غالب	زیر نگار دوست
--	---------------

۱۵۶	باب چہم
-----	---------

گلشن میں بندوست برنگ و گری آج اتاہی ایک پارہ ول ہر فغان کی ساتھ	قمری کا طوق حلقہ بیرون در ہی آج تار نفس کند تیکار اثر ہی آج
--	--

ای عاقبت کندہ کرای اظن نام چل	
سیلاب گریہ در پے دیوار دور ہی آج	

لوہم مریض عشق کی بیار وار ہین	اچھا اگر نہ تو سبیا کا کیا علاج
-------------------------------	---------------------------------

۵۳	باب حیتہ نماز
----	---------------

نفس نہ آنجن آرزوی باہر کہیںج	اگر شراب ہنین انتظار سا کھینج
کمال گرمی سعی تلاش دید نوچہ	بزرگ خار مری آئینہ سی جوہر کھینج
بجی بہانہ راحت ہی انتظار ایدل	کیا ہی کسنی اشارا کہ ناز کھینج
تری لٹری جہت نظارہ گرس	بکوری دل چشم رقیب سا کھینج
بہیم غمزہ ادا کر حق و دیت ناز	نیام پروہ زخم جگر سی خنجر کھینج

مری شرح میں ہی صہبای آتش پھان	
بروی سفرہ کباب دل سمندر کھینج	

۵۴	باب لدا ل
----	-----------

حسن غمزی کی کشاکش سی چٹامیری بعد	ہاری آرام می ہین اہل خا میری بعد
منصب بیگی کی کوئی تابل نہ ہا	ہوئی معزولی انداز وادامیری بعد
شعب بختی ہی تو او سین ہی ہون او ہتہ	شعلہ عشق سید پوش ہوامیری بعد
خون ہی دل خاک میں احوال تان پر یعنی	ان کی ناخن ہوئی محتاج خا میری بعد
روز و عرض ہنیں جوہر پیدا کو جا	نگہ ناز ہی سہرہ سی خا میری بعد
ہی جنون اہل جنون کی لٹی خوش ہوا	چاک ہوتا ہی گریبان ہی جدامیری بعد
کون ہوتا ہی حریف می مردان عشق	ہی مکر کلب ساقی میں صلامیری بعد

غم سی مرتا چون که آتا نهین بنیامین کوئی	که کزنی آتسرت مهر و خامیری بعد
آتی بی بی کسی عشق پر و نا غالب	کسکه گمر جای کاسیلاب باسیری بعد

۵۵	باب الرار
----	-----------

بلاسی بن جو پیش نظر در و دیوار و فواشک فی کاشانه کاکیا رنگ نهین ہی سایه که سکر نوید مقدم یار هونی ہی کس قدر ازانی می جلوه جوی تخی سر سودای انتظار تو هجوم گریه کاسان کب کیا بینی ده آرا مری همسایه بین تو ساقی نظر بین کنی ہی بن تیری گهر کی آبادی پنوجه به خودی عیش مقدم سیلاب	نگاه شوق کو بین بال و پر در دیوار که هوگی مری دیوار و در و دیوار گنی بین چند قدم بیشتر در و دیوار که مست ہی تری کوچی بین پر دیوار که بین کان متاع نظر در و دیوار که گر تری نه مری پانفون پر دیوار هوی فدا در و دیوار پر و دیوار همیشه روتی بین هم و لیکر در و دیوار که ناچستی بین تری سر سر در و دیوار
---	--

۵۶	که کس کسی ہی که غالب نهین بنیامین
حریف راز محبت مگر در و دیوار	

گهر جب بنا لیا تری در پر کوی بعنیه کمتی بین جب رہی نه جمعی طاقت سخن کام اوس ہی پزای که جسکا جهان سین جی بین ہی کچه نهین ہی ہماری و گر نه ہم چوژ و گکامین نه اوس بت کافر کا پوجنا مقصد ہی ناز و غمزه و نی گفتگو بین کام	جانمجا اب ہی تونه مرا گهر کوی بعنیه جانون کسی کی دگی بین کیونکر کوی بعنیه لیوی نه کوئی نام سنگر کوی بعنیه سر جانی یاری زمین پر کوی بعنیه چوڑی نه خلق گو مچی کافر کوی بعنیه چلتا نهین ہی دشمنه و خنجر کوی بعنیه
---	---

بر چند ہوشا بدہ حق کی گفتگو	بقی نہیں ہے بادہ و ساغر کئی نہیں
بہا ہونین تو چاہی دونوں ہوا لغات	سنا نہیں ہوں بات مکرر کئی نہیں

عالم	عالم نکر حضور میں تو بار بار عرض
ظاہر ہے تیرا حال سب اون پر کئی نہیں	

کیون چل گیا نہ تاب رخ یار و کبیکر آتش پرست کس قہقہہ میں اہل جہان مجھی کیا ابروی عشق جہان عام ہو جہنا آتا ہی میری قتل کو پر جوش رشک سی ثابت ہوا ہی گردن مینا پہ خون حشوق دھرتا کہ یارنی کہیں سنی ستم سی ماتہ کجائی میں ہم آپ متاع سخن کی ساتھ زار باندہ سیمہ صد دانہ توڑ ڈال ان آبلوئی پانوں کے گبر گیا تہا میں کیا بگمان ہی مجھی کہ آئینہ میں میرے گنی تھی ہم پہ برق سبغہ نہ طور پر	جلتا ہوں اپنی طاقت دیدار و کبیکر سرگرم نالہای شہر بار و کبیکر رکتا ہوں نکو بی سبب آزار و کبیکر مرا ہوں او سکی ماتہ میں تلوار و کبیکر لڑی ہی موج می تری رفتار و کبیکر سکو حریص لذت آزار و کبیکر لیکن عیار طبع خریدار و کبیکر رہرو چلی ہی راہ کو ہوار و کبیکر جی خوش ہوا ہی آہ کو پھار و کبیکر طوطی کا عکس سجھی ہی زنگار و کبیکر دیشی ہن بادہ طرف قہقہہ خوار و کبیکر
---	--

سہوڑا وہ عالم شوریدہ حال کا	یاد کیا مجھی تری و یوار و کبیکر
-----------------------------	---------------------------------

لڑتا ہی مرد دل رحمت ہر دو نشان پر چھوڑی حضرت یوسف فی بیان ہی خاندان فنا تعلیم درس خود تھی ان میں مانی سی فراغت کس قدر تھی مجھی تشویش مرہمی	میں ہوں وہ قطرہ شبنم کہ چور سیا بان پر سفیدی دیدہ یعقوب کی پرتی ہی ندان پر کہ مجھوں لام الف کتتا تہا دیوار پستان پر بہر گرج صلح کرتی پار مای دل نگدان پر
---	---

کہ شبِ چشمِ سی جس کی نمودی مہرِ مہر کہ فرقت میں تری آتش بستی ہی گلستان قیامت اک ہو ہی تندی خاکِ شیلین پر	ہنہین اقلیمِ الفت میں کوئی طومارِ نازِ مہا محبیارت دیکھ کر ابرِ شفقِ آلودہ یاد آیا بجز پروازِ شوق ناز کیا باقی رہا ہو گا
--	--

نثرِ ناصح سی غالب کیا ہو اگر اونی شدت کی ہمارا ہی تو آخر زور چلتا ہی گریبان پر	۵۹
---	----

کرتی تین محبت تو گذر تا ہی گمان اور دی اور دل اونکو جو زدی مجھو زبان اور ہی تیر مقرر مگر اسکے ہی گمان اور لی آئین گی بازار سی جا کر دل طوں اور ہم تین تو اسی راہ میں ہی سنگِ گران اور ہوتی جو کئی دیدہ خونابہ نشان اور جلاو کو لیکن وہ کسی جا میں کہان اور ہر روز دکھاتا ہوں میں اک اغ نہان اور اگر تاجو نہ مرنے کوئی دن آہ و فغان اور ترکتی ہی مری طبع تو ہوتی ہی دان اور	ہی سیکہ ہر اک دن کی اشار میں نشان او یارب وہ کبھی ہن سبھیں گی مری بات ابروسی ہی کیا اوس نگہ ناز کو پونہ تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم جلا و شین گی ہر خند سبک دست ہو ہی بت شکنی میں ہی خون جگر جو شین دل کھول کی روتا رتا ہوں اس آواز پہ ہر خند سر اوڑ جا لوگو نکو ہی خوشید جہا نساب کا وہو کا لیتا ناگر دل تہین دیتا کوئی دم چین پاتی نہیں جب اہ تو چڑھ جاتی ہن غالی
---	---

ہن اور ہی دنیا میں سخنور بہت سپہ کتی ہن کہ غالب کا ہی انداز بیان اور	۶۰
---	----

صفای حیرت آئینہ ہی سامان رنگِ آخر تغیر آپ ہر جا اندہ کا پاتا ہی رنگِ آخر	
---	--

انکی سامان عیش و جاہ فی تدبیرِ وحشت کے ہوا جامِ زمرہ ہی مجھی داغِ پلنگِ آتش	۶۱
--	----

خونگی دستگیری کسی ہو کر ہونہ عریانی گریبان چاک کا حق ہو گیا ہی مہی گریبان	
--	--

<p>بزرگ کا غذا آتش زود نیرنگ بیتابی فلک سی ہکو عیش رفتہ کا کیا کیا تھا ہم اور وہ بی سبب بچہ کشتا دشمن کہ کتا ہی فنا کو سوئپ کرشتاق ہی اپنی حقیقت کا اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل کتا ہی</p>	<p>ہزار گینہ دل بانہ ہی پہالی یک تپیدن پر شعاع بردہ کو سمی ہوئی ہن فرض ہزن پر شعاع مہری تہمت نگہ کی چشم روزن پر فروع طالع خاشاک ہی موقوف گلخن پر کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر</p>
---	---

<p>شکست مصلحت سے ہون کہ خوبان تجھ سے عاشق ہیں</p>	<p>تکلف بر طرف مجاہی کا اعتبار قیب اختر</p>
---	---

<p>لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور سٹ جاگا سگرز تپہ نہ کسی کا آئی ہوکل اور آج ہی کہتی ہو کہ جاؤن جاتی ہوئی کہتی ہو قیامت کو میں گی مان ای فلک پر جو ان تہا ہی عارف ترم او شب چاروہم ہی مری گہری کے ترم کو منی ہی ایسی کھرنا دوستد کی جسسی ہمیں نفرت سے ہی تیر سی لڑائی گذری نہ بہر حال یہ مدت خوش و ناخوش</p>	<p>تہنگی کیوں اب رہو تہنگ کوئی دن اور ہون در پہ تری ناہیہ سر سا کوئی دن اور مانا کہ ہوشیہ نہیں اجا کوئی دن اور کیا خوب قیامت کا ہی گویا کوئی دن اور کیا تیرا بکرتا جو نہ مر تا کوئی دن اور پر کیوں نہ گرا کر کا وہ نقشا کوئی دن اور کرتا سلک الموت تقاضا کوئی دن اور بچو نکا ہی دیکھا نہ تھا شا کوئی دن اور کرتا تھا چو انرگ گذارا کوئی دن اور</p>
--	--

<p>نوان ہو جو کہتی ہو کہ کیوں ہی عا لیب</p>	<p>قسمت میں ہی مرنی کی تمنا کوئی دن اور</p>
---	---

<p>بارخ بھی بجان کہ مانند جمع و مہر ہی ناز مفسان تر از دعت رفتہ پر میخازہ جگر من بیان خاک ہی ہوشین</p>	<p>ہی داغ عشق زینت جیب کفن ہنوز ہون گلر و سف شونی داغ کفن ہنوز خمیازہ کینچی سے بت پیدا فرم ہنوز</p>
--	---

<p>حریف طلب کل نہیں فسوں میں آئے شوہر زہ بیابان نوزد و نیم جو وصال جلوہ تاشا ہی پر دواع کمان ہر ایک ذرہ عاشق ہی آفتاب پرست بوجہ وسعت میخانہ جنون غالب</p>	<p>و عاقبول ہو یارب کہ غمخسیر ہوا ہنوز تیری تصویر میں ہی نشیب سراز کہ دیکھی آہستہ انتظا ر کو پرواز گئی نہ خاک ہو ی پر ہوا ی جلوہ ناز جان یہ کاسہ گردون ہی ایک خاک انداز</p>
---	---

<p>وسعت سی گرم و یکید کہ سرتاسر خاک بیکلر کاغذ آتش زوہ ہی صفحہ وشت کیونکہ اوس بت سی کہوں جان عزیز دل سی نکلا پتہ نکلا دل سے تاب لائی ہی ہینگے غالب</p>	<p>گذری ہی آبلہ پا ابر گم بار ہنوز نقش پامین ہی تپ گرمی رفتار سپوز کیا نہیں ہی سبجے ایمان عسزیر ہی تری تیر کا پیکان عسزیر واقعہ سخت ہی اور جان عسزیر</p>
--	--

<p>نگل نمونہ ہون نہ پردہ ساز تو اور آرایش خم کا کل لاف تکین فریب ساوہ ولی ہون گرفت ارافت صیاد وہ ہی دن ہو کہ اوس تگر سی سینہ دلمین مرغی قطرہ خون ای تراغزہ یک قلم انگیز تو ہوا جلوہ گر مبارک ہو محکو پوچھا تو کہہ غضب ہوا اسد اللہ خان تمام</p>	<p>میں ہوں اپنی شکست کی آواز میں اور اندیشما ی دور دراز ہم میں اور راز ہا ی سینہ گزار ورنہ باقی ہی طاقت پرواز ماز کہین جنون بجای حسرت ناز جس ہی توکان ہوئی شو گل باز ای تراظم سر سیر انداز ریزہ ہی سجدہ جب میں نیاز میں غریب اور تو غریب نواز ای دریا وہ رند شاہد باز</p>
--	--

۵۳ باب سین مہملہ

<p>دام خالی قفس مرغ گرفتاری کی پاس جوی خون بہی بہانی بن ہر خار کی پاس خوب وقت آئی تم اس عاشق بیمار کی پاس دشہ اک تیر سا ہوتا مری غمخوار کی پاس گھڑی ہو جی خوبان دل آزار کی پاس خود بخود پونچھی گل گوشہ دستار کی پاس بیٹنا او سکا وہ اگر تیری دیوار کی پاس</p>	<p>شروہ ای ذوق اسیری کہ نظر آتا ہے جگر نشہ ہر آزار سے نوا منگھین گھولتی ہی گھولتی آنکھیں ہی ہی مین ہی رک رک کی غمخوار زبان کی بدلی دین شیر مین جا بیٹھی لیکن ای دل دیکھ کر تنگ جو چہن لیکہ نوا کرتا ہے مر گیا پہوڑ کی سر غالب جوشی ہی ہی</p>
---	--

۵۶۸ باب سین معجمہ

<p>لگا دی خانہ آئینہ مین روی لگا کر آتش زنگنی شمع کی پاسی کالی گرنہ خلد آتش</p>	<p>نہیوی گرخس جو ہر طراوت سبہ خط سی فروغ حسن سی ہوتی ہی حلقہ گل عاشق</p>
---	--

۵۶۹ باب عین مہملہ

<p>جاوہ رہ خور کو وقت شام ہی تار شمع چرخ واکر تار ہی ماہ نوی آغوش و دوا</p>	<p>۵۷۰</p>
---	------------

<p>ہوئی ہی آتش گل آب زہر گمانی شمع یہ بات بزم مین روشن ہوئی زبانی شمع بطور ایل فنا ہی خانہ خوانی شمع تیری لہ زنی ہی ظاہر ہی ناتوانی شمع</p>	<p>سخ نگاری ہی سوز جاودانی شمع زبان ایل زبان مین ہی مرگ خاموشی کری ہی صرف باہمی شعلہ قصہ تمام غم اسکو حسرت پر واندہ کا ہی ای شعلہ</p>
---	---

تری خیال ہی روح استہزار کرتی ہے نشاط و داغ غم عشق کی بہار نہ پوچھو جلی ہی کیکہ کے بالین یار پر جھکو	بکلوہ ریزی باد و پرفشانی شمع شگفتگی ہی شہید گلی خزانہ شمع انکیون ہو دلپہ مری داغ بدگمانی شمع
---	--

۱۷۰ باب الف

بیم رقیب ہی نہیں کرتی دواع ہوش جلتا ہی دل کہ کیوں ہم اکبار جل گئی	مجبور بیان تلک موی ہی اختیار حیف ای ناما می سفن شعلہ بار حیف
--	---

۱۷۱ باب کاف تازی

زخم پر چڑھیں کہاں طفلان لی پروانک گرد راہ یار ہی سالان ناز زخم دل مجاہد ازانی رہی جگو مبارک ہو جو شور جولاں تہا کنار بحر پر کسا کہ آج داود تیا ہی مری زخم جگر کی واہ واہ چوہر کر جانان مجروح عاشق حیف ہی غیر کی منت نہ کہیتو گنگاپی تو فرورد	کیا مڑا ہوتا اگر تہرین ہی ہوتا نک ورنہ ہوتا ہی جہان میں کس قدر پیدا نک نالہ بلبل کا درد اور خندہ گل کا نک گر و ساحل ہی زخم موی پوریا نک یاد کرتا ہی مجھی دیکھی ہی وہ جس خانک دل طلب کیا ہی زخم اور گنگاپی میں جھانک زخم مثل خندہ قاتل ہی سرتاپا نک
--	--

۱۷۲ یاد میں غالب تجھی وہ دن کہ جدو زمین
زخم ہی گرتا تو میں بلکوں ہی چنتا ہوتا نک

آہ کو چاہی اک عمر اثر ہوتی تک وام ہر موج میں ہی صلحہ صد کام ہنگ عاشقی صد طلب اور تمنا بیتاب	کون جیتا ہی تم ہی زلف کی سہوتی تک دیکھیں کیا گدڑی ہی قطرہ پہ گہوتی تک دکا کیا رنگ کروں خون جگر ہوتی تک
---	--

<p>ہنسی مانا کہ تغافل نہ کرو گی لیکن پر تو خوری ہی شبنم کو فنا کی تسلیم یک نظر پیش نہیں نہ صحت ہستی تغافل غم ہستی کا اسد کس ہی جو بزرگ علاج</p>	<p>خاک ہو جائیں گی ہم ملو خبر ہوئی تک مین ہی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوئی تک گرمی نرم ہی ایک قصہ شہر ہوئی تک شمع ہر رنگ میں جلتی ہی سحر ہوئی تک</p>
--	---

۷۴	باب کاف فارسی
----	---------------

<p>گر تھک ہو ہی یقین اجابت و عا نامانگ آتا ہی داغ حسرت دل کا شمار مایہ</p>	<p>یعنی بغیر یک دل بی مدعا نامانگ مجوسی مری گنہ کا حساب بخیر نامانگ</p>
---	--

۷۵	باب لام
----	---------

<p>ہی کس تدر ہلاک فریب فای گل آزادی نسیم مبارک کہ ہر طرف جو تہا سوج رنگ کی دھو کی مین گر گیا تو شمال و س حریف بیست کا کہ جو ایجا دکرتی ہی اسی تیری لی ہبار شرمندہ کرتی ہن مجھی باد ہبار سی سطوت سی تیری جلوہ حسن غیور کی تیری ہی جلوہ کاری پوہ کا کہ آج تک غالب مجھی ہی ہری آہم خوشی آرزو</p>	<p>بلبل کی کار و بار پہن چند ہای گل ٹوٹی پڑی ہین حلقہ دام ہوا ی گل اسی وای نا لکب خونین نوای گل رکتا ہوشل سایہ گل سر سیا ی گل میرا رقیب ہی نفس عطر سیا ی گل مینا ی بی شراب و دل بی ہوا ی گل خون ہی مری نگاہ ہن نگہ اوا ی گل بی ہمتیا روڑی ہی گل در تقای گل جبکا خیال ہی گل حیرت سیا ی گل</p>
---	--

۷۶	باب المبیم
----	------------

<p>برق سی کرتی ہیں روشن شمع ماتم خانہ ہم ہیں ورق گردانی نیزنگ یک تجانہ ہم ہیں چراغان شہستان دل پروانہ ہم ہیں دیال تکیہ گاہ بہت مروانہ ہم</p>	<p>غم نہیں ہوتا ہی آزاد و کوشش آرزو مخپلین ہم ہم کبری ہی گنجدہ باز خیال باہر و یکہ جهان ہنگامہ پیدائی نہیں ضعف سی ہی فی قناعت سی یہ ترک جستجو</p>
--	---

<p>دائرم لہس اس ہن ہن لاکون تمنائیں اس جانتی ہیں سینہ پر خون کو زندان خانہ ہم</p>

<p>بنا لہ حاصل دلہنگی فراہم کر متاع خانہ ہوز بخیر جز صد معلوم</p>

۱۳۲

<p>محبوہ یار غیر میں مارا وطن سی دور وہ حلقہای زلف کمین میں ہیں ایچدا ارکبہ ملی مری خدائی مری سبکی کی شرم ارکبہ لیجو میری دعوی وارنگی کی شرم</p>
--

باب النون

<p>لون وام بخت خفتہ سی یک خواب خوش میلے غالب یہ خوف ہی کہ کمان سی او اکرون</p>
--

<p>وہ فراق اور وہ وصال کمان فرصت کار و بار شوق کسی دل تو دل وہ دماغ ہی نہا ستی وہ ایک شخص کی تصویری ایسا آسان نہیں ہو روتا ہمسی چوہا قافانہ عشق فکر دنیا میں کہہ سانا ہون وہ شب و ذور و ماہ و سال کمان ذوق نظارہ جمال کمان شور سو دای خط و خیال کمان ابہ رعنائی خیال کمان دل میں طاقت جگر میں حال کمان وان جو جاوین گرہ میں مال کمان میں کمان اور یہ وبال کمان</p>
--

<p>۵۵</p>	<p>مضمحل ہوگئی توی غالب وہ عناصر میں امتداد کھان</p>
<p>کی وفا ہمسی تو غیر سکو جاکتی ہیں آج ہم اپنی پریشانی خاطر اون سی اگلی وقتوں کی ہیں یہ لوگ انہیں کہہ نہ سکو ولین اجای ہی ہوتی ہی جو فرصت غشی ہی بری سردار اور اک سی اپنا مسجود پای انکار چب سی تجھی رحم آیا ہی اک شر ولین ہی اس کی کوئی گہرا لگا گیا دیکھی لاتی ہی اس شوخ کی سخوت کیا رنگ</p>	<p>ہوتی آئی ہی کہ اچھون کو برا کہتی ہیں کہنی جاتی تو بہن یہ دیکھی کیا کہتی ہیں جو می و نمنہ کو اندوہ رہا کہتی ہیں اور یہ کون سی ناکہ کورس کہتی ہیں قبلہ کو اہل نظر متبہ نما کہتی ہیں خازرہ کو تری ہم عصر گیا کہتی ہیں آگ مطلوب ہی ہمسکو جو پو کہتی ہیں اوسکی ہر بات پر ہم نام نہا کہتی ہیں</p>

<p>۵۶</p>	<p>وحشت و شیفۃ اب مرثیہ کہوین شاید مر گیا غالب آشفۃ نوا کہتی ہیں</p>
<p>کہو کیا خاک اوس گل کی کہ گلشن میں نہیں ضعف ہی گیر کہ چہ باقی مری میں نہیں ہوگئی میں جمع اجزای نگاہ آفتاب کیا کہوں تاریکی زندان عم امیر ہی رونق ہستی ہی عشق خانہ ویران سازی زخم سوانی سی مجھ پر چارہ جو بیکای طعن بسکہ میں ہم اک بہار ناز کی ماری جوئی قطرہ قطرہ اک ہیونی ہی ہی ناسور کا لیگی ساتی کی سخوت قلم آتشی سر سے</p>	<p>ہی گریبان تنگ پر اسن جو اسن نہیں زنگ ہو کر اوڑھ لیا جو خون کہ دہن میں نہیں ڈرے اوسکی گھر کی دیوار کی زونہ نہیں پنہ نور صبح سی کم جس کی زونہ نہیں انجمن بی شمع ہی گر برق خرم میں نہیں غیر سہجائی کہ لذت زخم سوزن میں نہیں جلوہ گل کی سواگر و اپنی دوزن میں نہیں خون ہی ذوق و دوسا فارغ مری میں نہیں سوج می کی آج رگ مینا کی گرو نہیں نہیں</p>

ہو فشا ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود	قد کی جگہ کی بھی گنجائش مری نہیں
۱۵۱	تھی وطن میں شان کیا غالب کہ ہو غریب ترین قدر بی تکلف ہوں وہ مشت خس کہ گلشن میں نہیں
عندی سے ہی صبح ناز کی باہر نہ آسکا حلقی ہرین چٹھائی کشادہ بسوی دل میں اور صد ہزار نوای جگر خراش	گراک ادا ہو تو اسی اپنی قصا کہوں ہر تار زلف کو نگہ سرمہ سا کہوں تو اور ایک ہنشنیدن کہ کیا کہوں
۱۵۲	ظالم مری گمان ہی مجھی متفلسل نہ سپاہ ہی ہی حسد انکر وہ ستخم ہو فاکہوں
مہربان ہو کی بلا لوجھی چاہو جو وقت ضعف میں طعنے اغیار کا شکوہ کیا ہی	میں گیا وقت نہیں ہوں کہ کپڑی ٹکون بات کچھ سر تو نہیں ہی کہ اوٹھا ہی ٹکون
۱۵۳	زہر ملت ہی نہیں محبو سگر ورنہ کیا قسم ہی تری ملنے کی کہ کمان سے نسکون
ہم سے کل جاؤ بوقت می پرستی اکیں عزہ اوج بنای عالم اسکان نہو قرض کی پتی تھی می لیکن سچھی تھی ہان نغمہای نکلو ہی ایل غنیمت جانی	ورنہ ہم چہترین گی رہکر عذرتی اکیں اس بلندی کی نصیب نہیں ہی پتی اکیں رنگ لادی گی بہاری فاقہ مستی اکیں بی صدا ہو جا بیگا یہ ساز مستی اکیں
۱۵۴	دہول دہپاوس سر اپنا ناز کا شیوہ نہیں ہم ہی کر ٹھی تھی غالب پیشدستی اکیں
ہم پر جیاسی ترک وفا کا گمان نہیں کس منہ سے تیکو کوی اس لطف خاص کا ہلو قسم عزیز سگر کو ہم عز یز	اک چہتری وگرنہ مراد اتھان نہیں پر سس ہی اور پای سخن ویران نہیں نامہربان نہیں ہی اگر مہربان نہیں

<p>آخر زبان تو کستی هو تم گم کردمان نین هر چند پشت گرمی تاب تو ان نین لب برده سنج زمره الامان نین دلین جبری چه پو مژه گر خوجچکان نین سی عار دل نفس اگر آوز نشان نین سوک ز زمین کی بدلی بیابان گران نین گویا جبین چه سجده بت کانشان نین روح القدس اگر چه مرا نهر بان نین</p>	<p>بوسه نسیین نسیجی دشنام سی سبی هر چند جاگدازی قهر و عتاب ہی جان مطرب ترانه دل من مزید ہی خنجری چیر سینه اگر دل ننود و نیم هی ننگ سینه دل اگر آتشکده نو نقصه ان نین جنون مین بلاسی هو گنر خرا کستی هو کیا لکها ہی تری رفوش مین پاتا هو ن اوس سی داو کچه پی کلام کی</p>
--	--

<p>جان سی بهای بوسه ولی کیون کی اسی عالم کج جانتا ہی که وه نینجان نین</p>	<p>۵۵</p>
--	-----------

<p>ایک چکری سری پانو نین نین نین جاوه غیر از نکه دیده تصویر نین جاوه دراه و فاجردم شمشیر نین خوش مون گرانالز هوئی کش تا شیر نین لذت سنگ باندازه مقتدر نین کوئی تقصیر بجز خلت تقصیر نین</p>	<p>مانع دشت نوری کوئی تدبیر نین شوق ایس دشت مین و طری ہی بو کچه جان حسرت لذت آزار ہی جاتی سیه ریخ نو نسیدی جاوید گوارا ره بو سر کجایا ہی جهان زخم سر اجپا هو جا جب کرم رخصت میاکی گستاخی وی</p>
---	--

<p>عالم اپنا عقیده ہی بقول ناسخ آپ بی بره ہی جو معتقد می نین</p>	<p>۵۶</p>
---	-----------

مطلع

<p>مت مردک دیده مین سمجوبه گنا حسین هن جسیع سویدای دل چشم مین آ مین</p>	<p>۵۷</p>
--	-----------

برنگال گریه عاشق ہی دیکھا چاہی
اگر گل گئی مانند گل سو جاسی دیوار چین

۹۸

الفٹ گل سی غلط ہی عوی وار سکی
سروی باوصف آزادی گرفتار چین

عشق تاثیر سی نو مید نہیں سلطنت و ست بدست آئی ہی ہی تجلی تری سلمان وجود راز معشوق ز سوا ہو جانی گردش رنگ طلب ہی ڈری	جانسپاری سبخر پید نہیں ماہمی خاتم جہشید نہیں زرہ بی پر تو خورشید نہیں وزنہ مرجانی مین کہ نہیں غم محرومی جاوید نہیں
--	--

۹۹

کہتی مین جتی ہن امید پہ لوگ
بکو جیسی کی سہی امید نہیں

جہان تر نقش قدم کہتی ہن دل تھکان خال کج دہن کی تری سرفراست سی کہ قدم تاشا کہ ای محو آئینہ داری سراغ تفت نازلی داغ دہی	خیابان خیابان ارم کہتی ہن سویدا مین سیر عدم و کہتی ہن قیامت کی فتنی کو کہ کہتی ہن تجہی کس تناسی ہم کہتی ہن اک شہر و کا نقش قدم و کہتی ہن
---	--

۱۰۰

بنا کر فقیر و کا ہم ہمیں غالب
تاشا ہی اہل کرم و کہتی ہن

ملتی ہی خوی ماریں نار التہا مین کب ہی ہوں کیا بنا و ہن خورنا تاہنہ نظر مین سید آئی عمر قاصد کی آئی خطا کا دیکھ کر	کافر موعن غلٹی ہوت غدر مین تشیہای جو کو ہی کہوں گرضائین آینکا عہد کہتی آئے جو جو ہن مین جاننا ہوں جو وہ کہیں گی جو ہن
--	--

<p>ساقی فی کعبہ طامیاً ہو شراب میں کیوں بیگمان ہوں دست دشمن کی ہائیں ڈالا ہی مگھو وہم کی کس بیچ و تاب میں جان نذر دینی بھول گیا اضطراب میں ہی اک شکن پڑھی ہوئی طرف نقاب میں لاکھوں بناو ایک بگڑنا عتاب میں حسن نالہ سی شکاف پڑھی آفتاب میں جس سے سفینہ روان ہو شراب میں</p>	<p>مجھ تک کب اون کی زمیں آتا دو جام جو شکر و وفا ہوں سرب و سپہ کیا پسی میں مضطرب چون وصل میں خوف قبیہ سی میں اور حظ وصل خدا ساز بات ہی ہی تیوسی پڑھی ہوئی اندر نقاب کی لاکھوں لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا وہ نالہ و لہین خس کی برابر گلبہ نپا سی وہ سحر دعا طلبی میں نہ کام آسے</p>
--	---

۹۲ غالب چھٹی شراب پر اشک کہے کہی
 پیتا ہوں روز پر و شب ماہتاب مسین

<p>ہیہ سوز ظن ہی ساقی کو غم کی باب جن گستاخی فشتہ ہماری جناب میں گر وہ صدا سنا ہی ہی چنگ رہا اب میں فی ہاتھ باگ پڑھی نہ پا ہی رکاب میں جتنا کہ وہم غیر سی ہوں بیچ و تاب میں حیران ہوں ہر مشاہدہ ہی کس حساب میں بیان کیا وہ ہر ہی قطرہ و موج و حباب میں ہن کتنی بی حجاب کہ میں یون حجاب میں پیش نظری آئینہ دائم نقاب میں ہن خواب میں منور جو جاگی ہن خواب میں مشغول حق ہوں تنگی بو تراب میں</p>	<p>کل کی لپی کر آج نہ خست شراب میں ہن آج کیوں دلیل کہ کل تک تھی پسند جان کیوں گلخی لگتی ہی تن ہی و سماع رزمین ہی خوش عمر کمان و کبھی تکسی اونہا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سی بعد ہی اصل شود و شاہ و مشہد ملک ہی ہی مثل نمود صور پر وجود و حسد شرم اک دای نازی ہی ہی سی سی آرایش جمال سی فانج نہیں ہنوز ہی غیب غیب جسکو سمجھتی ہن ہم شہود غالب نہ دیر دست کی لپی ہی ہو</p>
--	---

۹۳

مقدور ہو تو ساتھ رکوں نوہر کو مین
 ہراک سی پوچھا ہوں کہ جانوں کہ کون
 ایکاش جانتا نہ تھی رنگد کو مین
 کیا جانتا نہیں ہوں تہا کی لکر کو مین
 یہ جانتا اگر تو لٹا تا نہ کہ کو مین
 پہچانتا نہیں ہوں بھی راہ کو مین
 کیا پوچھا ہوں اوس بت بیدا کو مین
 جاتا و گر نہ ایک دن اپنی خبر کو مین
 سمجھا ہوں دل سپند رشاع ہنر کو مین

حیران ہوں لکھو و لون کہ بیون جگر کو مین
 چوڑا نہ رشک فی کہ تری گھر کا نام کو مین
 جانا پڑ قیب کی در پر ہزار بار
 ہی کیا جو کس کی بانہ می میری بلا در می
 لودہ ہی کشتی ہیں کہ یہی تنگ نام ہی
 چلتا ہوں تھوری دو ہراک تیر کی ستا
 خواہش کو احقون فی پرستش دیا قرار
 ہر چو دی میں ہوں گیا راہ کو مین یاد
 اپنی پکر را ہوں قیاس بل دہر کا

۹۴

غالب خدا گری کہ سوار سمت ناز
 دیکھوں غلی بجا در عالی گھر کو مین

غیر کی بات بگر بجای تو کچھ دوسرے میں
 شروہ قتل صفت رہی جو مذکور نہیں
 لوگ کہتی ہیں کہ ہی یہ میں منظور نہیں
 ہما تو تقلید تنگ ظرفی منصور نہیں
 عشق پر عہدہ کی گون تن منظور نہیں
 کسی عونت ہی وہ کہتی ہیں کہ ہم جو میں
 تو مخالف میں کسی گسی اسدور نہیں
 وہی وہ بادہ کہ افشروہ انگور نہیں

ذکر میرا بہ بدی ہی اوسی منظور نہیں
 وعدہ میر گلستان ہی نوشا طالع شوق
 شاہرستی مطلق کی گھر عالم
 قطوہ اپنا ہی حقیقت میں ہی دیا لیکن
 حسرت انی وق نرابی کہ وہ طاقت ہے
 میں جو کہتا ہوں کہ ہم میں کی قیامت میں
 ظلم کر ظلم اگر لطف در بیع آنا ہو
 صاف دردی کش چاہئے ہم میں ہم لوگ

۹۵

ہوں ظہوری کی مقابل میں غالی غالب
 میری دعوی پر بہت ہی کہ شہنہر نہیں

نالہ جزین طلب ای ستم ایجاو نہیں عشق و زردری عشرت نگہ خسرو کیا خوب کم نہیں وہ بھی خرابی میں پست علوم اہل سببش کو ہی طوفان حوادث کتب وای محرومی تسلیم و بد اعمال و فا رنگ تکمین گل دلالہ پریشان کیوں ہی سب گل کی تلی بند کری ہی گل چین نغمی ہی کرتی ہی اثبات تراوش گویا کم نہیں جلوہ گر میں تیری کوچی ہی شبت	ہی تقاضای جفا شکوہ ہیلاو نہیں ہکو تسلیم کو نامی فسر یاد نہیں دشت میں ہی بھی وہ عیش گہ گہرا نہیں لعلہ موج کم از جیسے استاد نہیں جاننا ہی کہ ہمیں طاقت فرماو نہیں گر چا خان سبر گہرا باو نہیں ترودہ ای مرغ کہ گلزار میں سیاو نہیں دی ہی جای دہن او سکودم ایجاو نہیں ہی نقشہ ہی ولی اسقدر آباد نہیں
--	--

۵۹۲ کرتی کس موندہ ہی ہو غربت کی سنگات ہی لب
تکو پیر ہی پاران وطن یاد نہیں

دو فوجان دی کی وہ بھی یہ خوش بڑا اتھک تھک کی ہر مقام پہ دو چار رہی	یان اپری یہ شرم کہ تکرار کیا کریں تیرا تپا تپا نہیں تو ناچار کیا کریں
---	--

۵۹۳ کیا شمع کی نہیں ہن ہوا خواہ اہل بزم
ہو غم ہی جانگداز تو عشق کب کیا کریں

ہو گئی ہی غم کی شیریں سانی کا قیامت ہی کہ سبلی کاوشت قیس میں آنا	عشق کا او سکولمان ہم نہ پراو نہیں تعب ہی وہ بولا چون چوتانی مانی میں
---	---

۵۹۴ دل نازک پہ اوس کی رحم آتا ہی مجھی غالب
نکر سرگرم اوس کا و کوالفت آرنانی مسین

دل گناگر لگ گیا اونکو ہی تنہا بیٹھنا ہن نہ حال آتا وہ اجزا آفرینش کی تمام	باری اپنی بیسی کی ہمیں پائی وادیان مہر گردون ہی چراغ رہ گزار باویان
--	--

<p>کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو و کبھی ہین کبھی ہم اونکو کبھی اپنی گھر کو دیکھتی ہین یہ لوگ کیوں مری زخم جگر کو دیکھتی ہین</p>	<p>یہ ہم جو ہرین دیوار و در کو دیکھتی ہین وہ اتنی گھر میں بہاری خلک کی قدرت ہی نظر لگی نہ کہین اوس کی دست بازو کو</p>
---	---

<p>تری جو اہر طرف لکھ کو کبیا دیکھین ہم اوج طالع لعل و گھر کو دیکھتی ہین</p>	<p>۴۰</p>
--	-----------

<p>شب فراق سی روز جزا زیادہ نہیں بلاسی آج اگر دن کو ابر و باد نہیں جو جاؤں و انسی کہین کو تو خیر یاد نہیں کہ آج بزم میں کچھ فٹ نہ دفناؤ نہیں گدای کو پھر مہینہ نامہ نہیں دیباہی ہمکو خدائی وہ دل کشا نہیں</p>	<p>نہین کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں کوئی کہ کسی کہ شب میں کیا برائی ہی جو آؤں سامنی اونگی تو مر جا نہیں کبھی جو یاد ہی آتا ہونین تو کہتی ہین علاوہ عید کی ہتی ہی اور دن ہی شراب جانین ہو غم و شادی ہم ہمیں کیا کام</p>
---	---

<p>تم اون کی وعدی کا ذکر اونچی ان کرو غالب یہ کیا کہ تم کو اور وہ کہین کہ یاد نہیں</p>	<p>۴۱</p>
--	-----------

<p>ہم ہی مضمون کی اما بندہ ہی ہین بہر ہی اک اپنی ہوا بندہ ہی ہین برق کو پابہ خا بندہ ہی ہین اشک کو بی سرو پا بندہ ہی ہین ست کب بند قبا بندہ ہی ہین لوگ ناسکے کو سا بندہ ہی ہین آبلون یہ ہی خا بندہ ہی ہین ہسی پیمان وفا بندہ ہی ہین</p>	<p>تیرتی سن کہ صبا بندہ ہی ہین آہ کا کسنی اثر دیکھا ہی تیری فرصت کی تعالٰیٰ عیر قیادت ہی رائی معلوم نشہ رنگ سی ہی و شہد گل غلطیہای مضامین مت چوہیہ اہل تدبیر کی و اما نگیان ساو پر کارین خوبان غالب</p>
---	---

<p>زمانه سخت کم از اسی بیان وگر نه هم تو تو قح زیاده رکعتی بین</p>	<p>۱۰۲</p>
<p>خاک ایسی زندگی پیکر تیرین انسان چون پیله و ساغر چین لوح جهان پر حرف مکرر چین آزگنا هکار چون کافر چین لعل زرد و زرد گوهر چین رتبه چین مهر و ماه سی کمر چین کیا آسمان کی ہی بر این چین</p>	<p>دائم پڑا ہوا تری در پرستین کیون گردش مہر سی گہرا چین یار بمانہ بکجو مٹا ہی کسی حد چاہی نہ ازین عقوبت کیواسی کسو اسطی عزیز نہیں جانی بھی رکعتی جو تم قدم مری آگہوی کیوی کرتی ہو بکجو متع قدمیوس کسی</p>
<p>غالب و لطیف خوار ہو و شاہ کو دعا وہ دن گئی کہ کعتی ہی نوکر نہیں ہون</p>	<p>۱۰۳</p>
<p>خاک میں کیا صورتیں ہو گی گنہگار لیکن ب نقش و نگار طاق انسان ہو گن شکلو انکی ہی میں کیا آئی کہ بیان ہو گن لیکن کتھیں دن دیوار نذران ہو گن ہی زینچا خوش کہ جو ماہ کتھان ہو گن میں یہ سمجھو گا کہ شمعیں د و فرزان ہو گن قدرت حق ہی ہی حورین کرو ان ہو گن تیری نصیب جس کی بازو پر پشیمان ہو گن بلبلین سکر مری نالی غزلوان ہو گن جو مری کو تا قیامت ہی شکران ہو گن</p>	<p>کسیان کہ لالہ گل میں نمایان ہو گن یاد تیریں بکوسی رنگ بزم آریان تیریں نیاں آتش گردن بکوس گن نہان قد میں بعقوت فی لی گو نہ یوسف کی خبر سب قبوں ہی ہون خوش پرتان ہری جو غن آگہوی ہی دو کہ ہی شام قرآن ان پر زانو سی سنگی غلہ میں ہم تمام نیز لو سکی ہی باغ او سکا ہی آہن او کی ہر میں چین چین گیا گو یاد بستان گن گیا وہ گنھ میں کون ہوئی جانی ہر برب لگی پار</p>

سیرت می بیند خجسته چاک گریبان بپوشد یوتهمین صفتی دعائین صرف دران بپوشد سب لکیرین با تبه کی گو یا رگ جان بپوشد مشین جب مٹ گئین اجزای مان بپوشد مشکلین مجسیر پڑین اتنی که آسان بپوشد	لکه رو کا مینی اور سیندین او برین بپوشد وان گیا سبی من تو اونکی کا لیون گیا بپوشد جانفرا ہی باوہ جس کی ہاتھ میں جام گیا ہم ہر صوبہ میں جا کر پیش ہی ترک رسوم رنج سی خوگر ہوا انسان تو مٹ جا ہی بپوشد
--	--

یونہی کرتا یا غالب ای اہل جہان دیکھنا ان سٹیون کو تم کہ دران بپوشد	
---	--

دیوانگی سی و شہ زار ہی نہیں دکھو نیا حسرت دیدار کہ علی من ترا اگر نہیں آسان تو مسل ہی بی عشق عمرت نہیں سکتی ہی وینا شوہر گی کی ہاتھ ہی ہر بال و ش گنجایش عداوت اغیار کطرف ڈرنا لہما ی زاری میری خد کوں دلین ہی لاری کصف مہ گانسی کو اسا وگی پہ کون فر جا ہی بخدا	یعنی ہاری جیب میں لک تار ہی نہیں دیکھا تو ہم میں طاقت دیدار ہی نہیں دشوار تو ہی ہی کہ شواری ہی نہیں طاقت بقدر لذت آزار ہی نہیں صحر میں بچہ کوئی بواری ہی نہیں یان لہون ضعف سی ہوں تار ہی نہیں آخرو نامی مرغ گرفتار ہی نہیں حال اکہ طاقت غنم غار ہی نہیں لڑتی ہیں اور تاتہ میں تلوار ہی نہیں
--	---

دیکھا اس کو خلوت جلوت میں بار بار دیوانہ گر نہیں ہی تو بشیار ہی نہیں	
---	--

سین ہی تم کوئی خجستہ کی درخوری تمہیں ہوئی ہی بل صغ و بوق تماشا خانہ دیدارنی دولیت خانہ بیدو کا و شہامی گلان ہون	ہوا ہی تارا شک مایس شستہ چشم نور نہیں کھن سیلاب باقی ہی برنگ بند و زن نہیں گنہیں نام شاہری مری قطرہ خون تن نہیں
---	---

<p>بیان کس کی مملکت گتری ریہی ستان کی نکو ترش مانع بریطی شور حسون آئی ہوی اوس مہوش کی جلوہ نشال کی آگی سجاون نیک ہون بد ہون پھر جت جانی ہزاروں لڑی جوش جنون عشق نی مچکو</p>	<p>شب مہ ہو جو رکھدین بندہ دیوار و زون ہوا ہی خندہ اجاب نجیر جیبہ و امن میں پرافشان جوہر آئینی میں مثل ذرہ وزن میں جو گل ہون تو ہون گلن میں جنون ہون گلشن میں سپہو کر سوید ہو گیا ہر قطرہ خون تن میں</p>
---	--

<p>۱۵</p>	<p>اسد زانی ہائیر الفتہای جان ہون خودست نوازش ہو گیا ہی طوق گردن میں</p>
-----------	---

<p>مزی جہان کی اپنی نظر میں خاک نسین کو غبار ہو ی پر ہوا اور ایجاے یہ کج شہت شائل کے آمد آمد ہی بہلا اوی نسہی کچھ بھی کو جسم آتا خیال جلوہ گل سی خراب ہن میکش ہوا ہون عشق کی غارتگری سی شہدہ</p>	<p>سواہی خون جگر سو جگر میں خاک نسین وگر نہ تاب و توان ہال ہر میں خاک نسین کہ غیر جلوہ گل رنگرز میں خاک نسین اثر مری نفس نبی اثر میں خاک نسین شرا بجانہ کی دیوار و در میں خاک نسین سواہی حسرت تمہیر گہر میں خاک نسین</p>
---	---

<p>۱۶</p>	<p>ہماری شعر چین اب صرف دل لگی کی اسد کسا کہ فائزہ عوض ہر میں خاک نسین</p>
-----------	---

<p>دل ہی تھی سنگ دشت دروی ہنڈی کیون چہ نہیں جسم نہیں و نہیں آستان نسین جب وہ جمال و لغز صورت مہر نیروز دشتہ غمزہ جانستان تلوک نازی پناہ عید جات بند غم اصل میں و نوا یک ہن حسن اور سپہ حسن طنز گویا ہون کی شہر</p>	<p>روئین گی ہم ہر بار کوئی ہن ستای کیون بیٹھی ہن گز رہی ہم غم نہیں و شہای کیون آپ ہی ہو نظارہ سوز سپہ میں نہ چہ پائی تیرا ہی عکس رخ سے سلمی تیری آئی کیون موت سی پہلی آدمی غم سی بجات پائی کیون اپنی پہ تمام ہی غیر کو آزما سی کیون</p>
---	--

و ان در غرور و عجز و ناز بیاورد و حجاب با صبح	راه میں ہم ملین کھانے سے سر میں وہ بلی کیوں
بان و زمین خدا پرست جاو و وہ بیوقاسی	جسکو ہونے میں دل غرور و اسکی گل میں جانی کیوں

۱۰۸	غالب خست کی بغیر کوئی کام نہیں
	روی زار زار کیا کہی ہای ہای کیوں

غیر ناگفتہ کو دوری مت کہہ لیا تو	بوسہ کو پوچھا نہیں نہ ہی چہی کہ پوچھا
پیش قدمی کی بھی کیا کہ بن گئی	اوسکی اک شہ سہی سگی ہی یاد کہ پوچھا
رات کی بوقت می ہی ساتھ قیب کو پوی	آئی ہاں خاکری پیکر می پوچھی کہ پوچھا
غیر حیات کیا بنی یہ جو کہا تو پوچھی	سامنی آن ٹہینا اور پوچھنا کہ پوچھا
بزم میں دسکی و برو کیوں نہ خوش ہو	اوسکی تو خامشی میں ہی ہی پوچھی کہ پوچھا
میں کہا کہ ہر نماز چاہی غیر ہی تھی	انکی تم ظریف نی مجھ کو اوشا یاد کہ پوچھا
جسکی ہوا پائی جانی میں تو کس طرح	و کھلی میری خودی علی لگی ہوا کہ پوچھا
کبھی کوئی زمین ہی کی وضع پائی	آئینہ دار بن گئی حیرت نقش پاک کہ پوچھا
گرتی زمین میں خیال و صلیون کا زکا	سوجھتا ہوں ہری ہی تو وہ پاک کہ پوچھا

باب الو او جو بہر کہی کہ رختہ کیوں کہ ہو رشک فارسی	۱۰۹
گفتہ غالب ایک بار پڑھ کی اوی سا کہ پوچھا	

حسد ہی دل اگر افسردہ ہی گرم تا شاہو	اکہ چشم تنگ شاید کثرت نظارہ ہی ہو ہو
نقد رصرت دل چاہی ہی ذوق معاصی ہی	بہرون یک گوشہ ہو امن گرت آب بخت و باہو

۱۱۰	اگر وہ سوز قد گرم حرام ناز آجاوی
	کف ہر خاک کلشن شکل قمر ہی نالہ فرسا ہو

کعبہ میں جا رہا تو زو طمنہ کیا کہیں	ہو لاہون حق صحبت اہل کشت کو
طاعت میں نہ رہی می وہ زمین کی لاگ	دفع میں ڈالو کوئی لیکر ہشت کو

بیون حرف کیون ہو و ستم تو ہی	طیرا نگاہی قط قلم سر نوشت کو
غالب کچھ اپنی سی سی اپنا نہیں ہی	
خرمن جلی اگر نہ تلخ گماہی کشت کو	

وارستہ اس سی میں کہ محبت ہی کیون ہو	کبھی ہماری ساتھ عداوت ہی کیون ہو
چوڑا نہ مجھ میں ضعف فی رنگ جلا کا	بی دلہہ با نقوش محبت ہی کیون ہو
ہی مجھ کو جتھی تڑکڑہ غیر کا گلا	ہر چند برسبیل شکایت ہی کیون ہو
پیدا ہوئی ہی کستی میں ہروردگی دوا	یون ہو تو چارہ غم الفت ہی کیون ہو
والا نہ بی کسی فی کسی سی معا ملہ	اپنی سی کینچا ہوں خجالت ہی کیون ہو
ہی آدمی بجای خود اک معشر خیال	ہم بچن جتھی میں خلوت ہی کیون ہو
بنگامہ بونی ہمت ہی انفعال	حاصل کبھی دہری عبرت ہی کیون ہو
وارستگی سبازہ بیگانگی نہیں	اپنی سی کر نہ غیر سی وحشت ہی کیون ہو
شتا ہی فوت فرصت مہنتی کا غم کوئی	عمر عزیز صرف عبادت ہی کیون ہو

اوس فتنہ جو کی دہی اب جتھی نہیں اسد	
ایمیں ہماری سر پہ قیامت ہی کیون ہو	

قص میں گلیہا ہی بنائیں میری شیونکو	مرا ہونا برا کیا ہی نو اسجان گلشن کو
نہیں مگر ہمدی آسان نہو یہ رشک کیا کم ہی	ندی ہوتی خدا یا از روی دوست دشمن کو
نہ خلا گتہ ہی تیری اک آنسو میں جہت پر	کیا سینی میں جہتی خوشچکان ترکان سونکو
خدا شرمای ہاتھونکو کہتے ہیں کشاکش میں	کبھی میری گریبانکو کبھی جانانکی دین کو
اسی ہم قتل گہ کا وکینا آسان جتھی ہیں	نہیں دیکھنا دوجوی خونین تیری سونکو
ہو چرچا جو میری پانوں کی زنجیر سنے کا	کیا تیاب کا نہیں جنس جو سہر فی آہن کو
خوشی کیا کیت پر میری اگر سوار ابرائی	سہما ہونے دہنوی ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی ہی

وفاداری بشرط استواری اصل این ہی شہادت ہی مری قسمت میں جبری ہی ہو دلستار کو تو کببات کو یوں بچھڑ سوتا سخن کیا کہ نہیں سکتی کہ جویا ہوں جاہر کی	مری تھانہ میں تو کعبہ میں گارو برہمن کو جہان تلوار کو کھیا جکا پتا سا گردن کو راکھتا نہ چوریکا دغا دیتا ہوں ہزن کو جگر کیا ہم نہیں کہتی کہ کوڑی جاکی سدا کو
--	--

۳۱۱	مری شاہ سلیمان جاہی نسبت نہیں غالب فریون چم دیکھیں رو دالاب و ہمن کو
-----	---

دہوتا ہوں جب میں پنی کلوں سین کی پانوں دی ساگی سی جان پڑوں کو کھن کی پانوں بہاگی ہی ہم بہت سو اوسی کی ستر ہی یہ مرہم کی جستجو میں پڑ ہوں جو دور دور اندھی ذوق دشت نور ہی کہ لہر مرگ ہی جویش گل ہمار میں یان تک کہ طرف شکو کسی کی خواب میں آیا نہو کہیں	ارکھتا ہی ضد ہی سنج کی باہر لگن کی پانوں بہسات کیوں ڈوٹ گئی پیرزن کے پانوں ہو کر اسیر واپتی ہن راہزن کی پانوں تن ہی سوا فگار میں اس خستہ تن کی پانوں پہلی ہن خود بخود مری اندر کفن کی پانوں اوڑتی ہوی او پتی ہن مرغ چمن کی پانوں دکھتی ہن آج اوس بت نازک بدن کی پانوں
--	---

۳۱۲	غالب مری کلام میں کیوں کر مرہو پیتا ہوں دہو کی خسرو شیرین سخن کی پانوں
-----	---

وہاں اوسکو ہزل ہی یان میں ہن ستر	یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے ہنو
----------------------------------	---------------------------------

۳۱۳	اپنی کو دیکھتا نہیں ذوق ستم تو کعبہ آئینہ تاکہ دیدہ و بچھڑ سی ہنو
-----	--

وہاں پھر جو غش آتی ہم ہی ہکو دکو میں اور مجھی ہل جو وفا کو تار صفت ہی پیش ہی موی ہلوں گے ہکو	صدرہ آہنگ میں ہن قدم ہی ہکو کس قدر ذوق گر قاری ہم ہی ہکو تیری کو ہی سی کمال طافت رم ہی ہکو
--	--

<p>چنگا غلط انداز تو قسم ہی ہکو ناکہ رخ سحر تیغ دو دم ہی ہکو منہس کی بولی کہ تری کی قسم ہی ہکو پانچ توتی ویدہ اہم ہی ہکو ہم عاجز کہ فاضل ہی قسم ہی ہکو ہوں سیر و تاشا سوہ کرم ہی ہکو عہم سیر خف و طوف حرم ہی ہکو</p>	<p>جاگو کہی تفاعل کہ کہلید ہی ہو رشک بھڑی روز اثر بانگ زمین ساؤ لسنکی جو وعدہ کو کر جا با دل خون کرنی کی کیا دلکین جا تہہ تاز کہ نموتی کو فغان گتی ہو گھنوا نکا باعث نہیں کلتا ہو قطع سلسلہ شوق نہیں ہی پشہر</p>
<p>۱۱۱ بی جا بی ہی کہیں ایک توقع غالب جاوہ رہ شش کاف کرم ہے ہکو</p>	
<p>تھکو ہی پوچتی رہو تو کیا گناہ قاتل اگر قیب ہی تو تم گواہ ہو مانا کہ تم نہ بنیخ رشید راہ ہو مڑا ہونیں کہ یہ کیسی گناہ ہو مسجد ہو در سے ہو کوئی خانقاہ ہو لیکن خدا کری وہ ترا جاوہ گاہ ہو</p>	<p>تم جاوہ کو غیر ہی جو رسم و راہ ہو بیجی نہیں مواخذہ روز خشری کیا وہ ہی بگینہ کش حق با پائین اوہرا موافق ابین ہی کی ایک تار جب سیکرہ چشتا تو پر لب کیا جا بگینہ سنتی ہیں جو بشت کی قدر و قیمت</p>
<p>۱۱۲ غالب ہی گرنو تو کچھ ایسا نہیں دنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو</p>	
<p>کی ہی کچھ نہوا پھر کو تو کیوں کر ہو کہ گرنو تو کمان میں ہو تو کیوں کر ہو جیسا ہی لڑی گو گو تو کیوں کر ہو بیوں کی ہو اگر ایسی ہی خو تو کیوں کر ہو</p>	<p>گتی وہ با کچھ گھنٹا تو کیوں کر ہو ہماری توہن میں اس کا ہی نام وصل ادب ہی ویری کشمکش تو کیوں کر ہو تمہیں کہو کہ گزارا ہم پستو کا</p>

<p>اوجہتی ہو تم اگر کہتی ہو سہینہ جسی نصیب ہو زریاہ میرا سا ہمین پراوئی امید ہونیں ماری غلط تھا ہین خطر گمان تسلی کا تاواوس تہ کو دیکھ کر محکوم وار</p>	<p>جو تم سی شہر میں ہون لکھو تو کو کو کر وہ شخص دن نکلی رات کو تو کو کو کر ہاری بات ہی چھوین تہ تو کو کو کر نمانی دیدہ ویدار جو تو کیوں کر بیش ہو کر جانین فرد تو کو کو کر</p>
---	--

<p>۱۱۸ جمعی چون سہینہ عاکب ولی بقول حضور فراق پار میں سکین ہو تو کیوں کر ہو</p>

<p>کیا کوئی دل کوئی نواسخ تھاں کیوں ہو وہ اپنی خود چھوڑیں گی ہم اپنی وضع کیوں چھوڑ کیا عجزانی رسوا گلی آگ اس محبت کو وفا کیسی کہا کا عشق جب ہر سوڑنا تھا فقس میں جمسی ہو وارچن کہتی نہ ڈر ہوا یہ کہہ سکتی ہو ہم طہین نہیں میں پر یہ ستلاؤ غلط ہی جذب و لگا شکوہ و کدو جرم کا ہی پیتہ آدمی کی خاند ویرانی کو کیا کم ہی یسی ہی آزارنا تو ستانا ککو کہتی میں کہا قس کہ کیوں ہو غری کی مٹی میں رسوائی</p>	<p>نہو جہل ہی سینہ میں تو پر نہ میں کیا کوئی سبک ترسکی کیا چھوین کہ ہی کران کیوں ہو نلاوی تاب جو غم کی ویدار ازان کیوں ہو تو پرای سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیوں ہو گری ہی چہ کل بجلی وہ میرا آشیان کیوں ہو کہ جب دین تہین تم ہو تو کہو مٹی نہان کیوں ہو کہ کہینو گر تم اپنی کو کشاکش ویران کیوں ہو ہوئی تم دوست جس کی دشمن او کا آمان کیوں ہو عدو کی ہو لی جب تم تو میرا امتحان کیوں ہو بجا کہتی ہو سچ کہتی ہو پیر کہو کہان کیوں ہو</p>
---	--

<p>۱۱۹ کھلا چاہتا ہی کام کیا طعنوئی تو عاکب تری ہم کہتی ہی وہ چہرہ ہر بان کیوں ہو</p>

<p>سہی الی بی جگہ چل کر جہان کوئی ہو بنی رو دیو اراک کہ نہ پایا جا نہیں</p>	<p>ہم سخن کوئی نہواو نہر بان کوئی ہو کوئی ہمایہ نہواو رہا پسان کوئی ہو</p>
---	--

<p>۱۲۰</p>	<p>پڑے گریہ تو کوئی نہو بیار وار</p>	<p>باب الہام</p>
<p>طلوٹی کو شمش جبت سی مقابل ہی نیہ</p>	<p>اور اگر مرچائی تو نوہ خوان کوئی نہو</p>	<p>ازمہ تباہ ذرہ دل مول ہی آہنہ</p>
<p>جس کی بہاریہ ہو میرا کوئی خزان چھو</p>	<p>ہی سبزہ زار ہر درو دیوار نکلدہ</p>	<p>ہی سبزہ زار ہر درو دیوار نکلدہ</p>
<p>۱۲۱</p>	<p>ناچارہ کیسی کی سی حسرت اوٹھائیے و شواری رہہ دستم سہرٹان نہ پو چہ</p>	<p>باب الہام</p>
<p>طاقت کہان کہو گدیاں اٹھائی یعنی نہورست طفلان وٹھائی اسی خانمان خراب نہ جان اٹھائی</p>	<p>صہ جہوہ سو ہو ہی جوڑگان اٹھائی ہی سنگ پر پرت معاش خون عشق دیوار بار منت فردوسی ہی خمر</p>	<p>صہ جہوہ سو ہو ہی جوڑگان اٹھائی ہی سنگ پر پرت معاش خون عشق دیوار بار منت فردوسی ہی خمر</p>
<p>۱۲۲</p>	<p>یا میری زخم رشک کو روانہ کیجیے پاپورہ تبسم پیمان اوٹھائی</p>	<p>۱۲۲</p>
<p>بیون باہن نکہت بہ حاجات چاہی آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہی ہاں کچھ کچھ تلافی مافات چاہی تقریب کچھ تو یہ طاقات چاہی اک گوندہ بخودی غمی ذرات چاہی ہر رنگ میں مبارکائیات چاہی رو سوی قبلہ وقت سناٹا چاہی عارف ہمیشہ مست می ذرات چاہی</p>	<p>سبکی زیر سایہ خرابات چاہی عاشق ہو ہی ہر آنہ کی کاوشیں پر دی او ای فلک دل حسرت پت کی سیکھی ہیں زخمی ہی ہم مصوری می عرض نشاط ہی کس و سیاہ کو ہی رنگ لالہ گل نسیرین جدا جدا سہرا ہی تم پہ چاہی ہنگام بخوری یعنی سبب گردش پائے صفت</p>	<p>سبکی زیر سایہ خرابات چاہی عاشق ہو ہی ہر آنہ کی کاوشیں پر دی او ای فلک دل حسرت پت کی سیکھی ہیں زخمی ہی ہم مصوری می عرض نشاط ہی کس و سیاہ کو ہی رنگ لالہ گل نسیرین جدا جدا سہرا ہی تم پہ چاہی ہنگام بخوری یعنی سبب گردش پائے صفت</p>
<p>۱۲۳</p>	<p>آتش و ناپی فصلی غالب فروغ کو خاموشی ہی ہی گئی ہی جو بات چاہیے</p>	<p>۱۲۳</p>

<p>بساط عجبین تها ایدل بقطره خون بهی ریحی و شوشی آرزو بهم خندی تکلف سی خیال مرگ کت کین دل آرزو کو بخش نکر تا کاش ناله محکو کیا معلوم تها مہم نہ اعتبارش تیغ جنا پر ناز و سہر ماؤ می عسرت کی خواہش ساقی گردونی کیا جی</p>	<p>سورتہا ہی بانڈا چکین سنگون وہ ہی تکلف بر طرف تها ایک انداز خون ہی مری دلم تمنانین ہی کہ صیدہ بون ہی کہ ہوگا باعث افزایش کو درون ہی مری دیا ہی بیانی مین ہی کہ مویج خون ہی یی بیہا ہی اک دو چار جام وارگون ہی</p>
<p>۱۲۴ مری لہین ہی غالب شوق وصل شکوہ جہرا خداوہ دن کری جواوس ہی مین یہ ہی کون وہ ہی</p>	
<p>ہی بزم تباہین سخن آرزوہ لبونسی ہی دور قح و جہریشانی صہبا زندان ورسیدک گستاخ مین اہر</p>	<p>تنگ آئی مین ہم السی خوشا طربونسی یکبار لگا دو خم می میری لبونسی زہنا زہنا طرف ان بی لبونسی</p>
<p>۱۲۵ بیدار و فادیکہ کہ جاتی رہی آسہر ہر چند مری جانگو تھار ربط لبونسی</p>	
<p>تا ہکو شگایت کی یہی باقی نہ ہی جا سن لیتی مین گو نو کر ہمارا مینین کرتی</p>	
<p>۱۲۶ غالب ترا احوال شاوین کی ہم اون کو وہ سن کی بلا لہین یہ ا جا رہن سین کرتی</p>	
<p>۱۲۷ گہ مین تها کیا کہ ترا غم اوسی عارت کرتا</p>	
<p>وہ جو کہتی تھی ہمہ اک حسرت تعمیر ہو</p>	
<p>غم دنیا سی گہ پانی ہی فرصت سلو طمانکی کہلیگا کسطح مضمون مری کتو کجا یاب پستنا پریشان مین شعلہ آتش کا تھان ہی</p>	<p>فلک کا دیکھنا تقریب تیری یاد آئی کی قسم کہائی ہی اوس کا فرنی کا غنک جلا کر ولی فکسل ہی حکمت دلمین سوز غم چہا نیکی</p>

اونین منظور اپنی زخموں کا دیکھنا تھا ہاری ساوگی تھی التفاتِ ناز پر مرنا لگدگوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی	اوشی تھی سیرگی کو دیکھنا شوخی ہر ایک کی ترانا تھا ظالم مگر تمہیں بد جانی کی مری طاقت کہ ضمن تھی تو فیکلی نانا و پشنگ
--	--

۱۱۷۷ کون کیا خوبی اوصاف انہی زبان غالب
بہی کی اوشی جس سی بہی کی سہی بار ہا نیسے

حاصل سی ہوتے وہو پٹیلے ہی کر خرا	دل جو میں گرہ میں ہی ڈوبی ہوئی اسی
----------------------------------	------------------------------------

۱۱۷۸ اوس شمع کی طر سی جس کو کوئی بجھا دے
میں ہی بسے ہو وہن ہون داغ نا تا ہے

کیا تنگ ہم تنزگان کا جہان ہی ہی کائنات کو حرکت تیری ڈوٹی حالی آنکھ ہی یہی خارسی لہ رنگ کی اوشی گر مہینہ اہل ہو میں جا کیا خوب تہنی غیر کو بوسہ نہیں دیا بیٹھا ہی ہو کہ سایہ تو یو اریا مری ہستی کا اعتبار ہی عمر فی مشاویہ	جس میں کہ ایک بیضہ مور آسمان ہے پر قوسی آفتاب کی زہرین جان ہے خافل کو میری شیشہ ہی کا لگان ہے اوشی کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے بس چپ ہو تھاری ہی نہیں زبان ہے خرا نروای کشور نندوستان ہے کس سی کہوں کہ داغ جلک کائنات ہے
--	---

۱۱۷۹ ہی باری اہمستاد وفا واری اہتدر
غالب ہلہ میں خوش میں کہ نامہ بیان ہے

وردی میری ہی تجکو بویست کر ای جا تیری دل میں گزرتا شوب غم کا حوصلہ کیوں مری عنوارگی کا تجکو آیا تھا خیال عمر ہر کا تو فی بیان وفا باندہ تو کیا	کیا ہو فی ظالم تری غفلت شعار ای جا تو فی پھر کیوں کی تھی میری نگسار جا جا دشمنی اپنی تھی میری دو خدا کر ای جا عمر کو ہی تو نہیں ہی پاپہ کر ای جا
---	---

<p>زهر گشتی همی آب و هوای زندگی گفتش اینهای ناز جلوه کو کیا ہو گیا شرم سوائی سی جا چپنا نقاب خاکین خاک مین ناموس چاین محبت مل گئے ہانتہ ہی تیغ آزا کا کام سے جا تارا کسطح کا گئی کوئی شبہای تار بنگال گوئن ہجو پر پیام چشم محروم حال</p>	<p>معنی تجسی تھی سی ناسند کار ہا خاک پر چوٹی ہی تیری لاک کار ہا ہا تخریبی الفت کی تپیر پر وہ دار ہا ہا اوٹھ گئی دنیا سی راہ و رسم کیر ہا ہا دلپہ اک گئی پنیا زحم کار ہا ہا ہا ہی نظر خودہ اختر شکاری ہا ہا ایکل تپیر یہ نا امید وار ہا ہا</p>
--	---

<p>عشق فی کراشتا خالب ابی حشت کارنگ رگیا توادل مین جو کچہ ذوق خواری ہا ہا</p>	۱۳۰
---	-----

<p>گسنگی مین عالم ہستی ہی ایس ہی لیتا مین مری ل آوارہ کی خبر کجی بیان سرد تینم کہا تلک ہی وہ غور حسن سی بگیا نہ وفا پی جسد تری شب ہتاب مین تبرا</p>	<p>تکلیں کو وی نوید کہ مری اس ہی ایٹک ہ جانتا ہی کہ میری ہی پکی ہر مری بدن پنجان پاس ہی ہر خیدا وکی پاس مل حق شناری اس مین خراج کو گری اس ہی</p>
---	--

<p>ہر اک مکان کو ہی کمین سی شرف ہسد مجنون جو مر گیا ہی تو بگل اود اس ہی</p>	۱۳۱
---	-----

<p>گرا مشی ہی فائدہ انخای حال ہی کسکو سناؤں صرت اندار کا گلا کسق وہ مین ہی نینہ پر داز ایچدا ہی ہی خدا نخواستہ وہ اور دشمنی مشکلیں لباس کعبہ علی کی قدم مین</p>	<p>خوش ہوں کہ میری بات سمجھی ہی دل فرج فرج زبانی لیل ہی رحمت کہ عذر خواہ لی ہی سوال ہی ای شوق مین نقل یہ بھی کیا نیال ہی ناف زمین ہی کثاف غزال ہی</p>
---	---

دریا زمین کو عرق انفال ہے	دشت پیر عرصہ آفاق تنگنا
مستی کی مت فریب میں آجا تو اسد عالم متام حلقہ دوام حسیال ہے	۱۳۲
صدر کرو مری اسی کہ آہن گل دبی ہی	تر اپنی شکوہ کی باتیں کہو و کہو کی چوچو
دلایہ درد و الم ہی تو نعت شہری کہ آہنہ نہ گریہ تیری ہی نہ آہ نیم شب ہے	۱۳۳
ظاہر کا خد تری خط کا غطر داری ہم نہیں جاتی نغمہ سچا آفتاب ہی ہر کوئی در زندگی میں نالہ ہی چاری جسکی جلوہ سی میں آسمان شرابی زندگی ہی ہی ملری اندون بیری	ایک طرف فالکھاتا سو ہی تنگیا جی جی رونق فنا کی نامی پر کیوں اگ سی پانچین بھرتی وقت اپنی ہی صد جی ہی برتی بزرہ کا خد غر خواہ مجھی کہتے تو میں کشتا تا اپنی نہ
آنکھ کی تصویر سر نامہ پہ سچ ہی کہتا تجربہ پہ کھلیا دی کہ اسکو حسرت دیداری	
پینشن میں گذرتی میں جو کوچی ہی وہ میری	
کند باگی کمار و کو بدینی نہیں دیتے	۱۳۴
جسی کہتی ہیں نالہ وہ اسی عالم کا غقا ہی دہی ہم میں نفس ہی اور ماتم بال ہر کاپی اثر فریاد و لہما ہی حسرتیں کا کستی کیا ہی	مری اسی فصحا ہی حیرت آباد تنہا ہی خون کیا فضل گل کہتی ہیں کو کوئی تو تم وفائی لہان ہی تفاق اور نہ ہی اہم م
نہ لای شوخی اندیشہ تاب رنج نو میدے کف افسوس ملنا عہد تبد یہ تمنا ہے	۱۳۵
نصن ہمار و فاد جو سپر کشتی	رحم کظالم کہ کیا جو پراع کشتی

دل لگی کی تازو بی چین رستی ہی حسین ورنہ بیان ہر وقت سو و چراغ کشتہ ہی	۱۳۱
سیر تو کو سوی کہ درو شعلہ آوزی نالگو با گردش ستارہ کی آوزی	چشم خولج غامشی مین ہی باور پر دہ پیکر عشاق ساز طالع ناسازی
دشگاہ دیدہ خونبار محبتوں و کھنٹ یک بیابان جلوہ گل فروش پانڈاز ہی	۱۳۲
میری حشت تری شہرت ہی سہی کچھ نہیں ہی تو صلوت ہی سہی اسی وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی غیر کو تجسی محبت ہی سہی اگھی گر نہیں غفلت ہی سہی دل کی خون کرنی کی حشرت ہی سہی نسہ عشق مصیبت ہی سہی آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی بی نیازی تری عادت ہی سہی	عشق مجکو نہیں حشت ہی سہی قطع کچی نہ تعلق ہسم سہی میری ہوش میں ہی کیا رسوائی ہم نہ ہی شمن تو نہیں ہیں اپنے اپنی رستی ہی سہی ہو جو کچھ ہو حرم ہر چند کہ ہی برق خرام ہم کوئی ترک وفا کرتی ہیں کچھ تو دی ہی فلک انصاف ہم ہی تسلیم کی خود اولین گے
باری چہرہ پستی جای گر نہیں وصل تو صہرت ہی سہی	۱۳۳
صبح وطن ہی خند تو زبان ناچھی جسکی صدا ہو جلوہ برق فنا چھی تاہر گشت ہی نہی در عاچھی آئی لگی ہی کھت گل ہی جاچھی	ہی رسیدگی مین گوہش ہی چھی ڈوبو ڈوبی ہی مین ہی آئی س کو مستائیل کون ہون وادو خیال کر لہی بسکہ باغ مین تو بھی بیان

	<p>کھنکھسی کیوں مری دل کا معاملہ شعرون کی انتخاب فی رسوا کیا بھی</p>
	<p>۱۳۹ زندگی اپنی جلیس شکل سی گزری غالب ہم بھی کیا یاد کریں گی کہ خدا رکھتے تھی</p>
<p>بیٹھا رہا اگر چہ اشاری ہوا کیے مین اور جاؤں سی تھی بن جھد ا کے دلت ہوئی ہی دعوت آب و ہوا کیے حضرت ہی گل کین گی کہ ہم کیا کیے تونی وہ گنہاری گرا نامہ کیا کیے کس دن ہماری سپر نہ آری چلا کیے دینی لگا ہی بوسہ بغیر التجا کیے ہوئی سنی زنی سیکر دن وعدی وفا کیے</p>	<p>اوسن ہم بھی نہیں تھی جیا کیے دل چہ تھی سیاست دربانسی پور گیا کرتا پیرن ہون خود سجادہ ہون گیا بیسرفہ ہی گزنی ہی ہو کر چہ خنک مقدور تو خاک سی پوچوں کہ ہی تھی کس فرزند تمہیں نہ ترا شاکی عدو صحبت میں غمیر کی نہ تھی سو کھین خو ضنکی ہی لو بات گزرتی نہیں</p>
	<p>۱۴۰ غالب تمہیں کبھی بل گیا جواب کیا مانا کہ تم کھائی لور وہ سنا کیے</p>
<p>اس سال کی حساب کو برق آفتاب ہے بال تدر و جلوہ موج شہرا ہے نی بہا گنی کی گون نہ اقامت کی ہے عافل گمان کری ہی کہ گیشی خراب ہے جوش بہار جلوہ کو جس کی نقاب ہے مانا کہ تیری نہ ہی نگہ کا سیا ہے قاصد چمکے ہو رنگہ سوال و جواب ہے</p>	<p>رفقار عمر قطع رہہ اضطراب ہی بینا ہی می ہی سر و نشاط بہار ہے زخمی ہو ہی پاشنہ پای ثبات کا جاو او باوہ نوشی زبان ہی ثبوت نظارہ کیا حریف ہوا و سن جین کا مین امر او دکلی لست کی کو کیا کرو گزا اسد مسرت پیغام ہے</p>

<p>دیکھنا قسمت کہ آپ اپنی بچک جانی ہی ماتہ دہو دوسری ہی گری اگر لذت میں ہی بغیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کری شوق کو یلت کہ ہر دم ہلکے پھینچی جائے دو چشم بہ تری بزم طرب سی واہ گرچہ ہی طرز تعاضل پر وہ دار از عشق اوسکی بزم آریان سکر دل رنجور یان ہو کی عاشق وہ پرینچ اور نازک بن گیا نقش کو اوسکی مصور پر ہی کیا کیا ناز بن</p>	<p>میں اوس کی کیوں ہلاکت مجھی دیکھا جانی ہی آگینہ تندی صبا سی پگھلا جانی ہے گر حیا ہی اوسکو آتی ہی تو شراب جانی ہے دل کی وہ حالت کہ دم لپٹی سی گنہ جانی ہے نغمہ ہو جاتی ہی دلان گر نالہ میرا جانی ہے پر ہم ایسی کوی جاتی ہی کہ وہ پاجانی ہے مثل نقش مدحی غیر پٹھا جانی ہے رنگ کھلتا جانی ہی جتنا کہ اوڑتا جانی ہے اکہینچا ہی حسد روتنا ہی کھینچا جانی ہے</p>
---	--

<p>۵۴۲</p>	<p>سایہ میرا مجھی مثل دو بہاگی ہی اسد پاس مجھ آتش بجان کی کس ہی ٹھہرا جانی ہے</p>
------------	--

<p>گرم فریاد کیا شکل نہانی ہی مجھی نسبتہ بوقد و وعالم کی حقیقت معلوم کثرت آرائی حدت ہی تیار ہی مجھی</p>	<p>تب اماں مجھ میں دی کی لسانی ہی لی لیا مجھی مری بہت عالی ہی مجھی کرو یا کا فلان منام خیالی ہی مجھی</p>
---	--

<p>۵۴۳</p>	<p>ہوس گل کا تصور میں ہی کشکا نہ عجب آرام دیابی پر دیابی ہی مجھی</p>
------------	---

<p>کار گاہ ہستی میں اللہ داغ سامان ہے غمخیز ہاں گھٹنا برگ عافیت معلوم</p>	<p>برق خرم راحت خون گرم دہقان ہے باوجود مجھی خواب گل پریشان ہے</p>
--	---

<p>۵۴۴</p>	<p>ہمسی رنج مینا کی کس طرح اوشایا جانی ہے داغ دشت دست عجز شطخ خرمندان ہے</p>
------------	---

<p>اولگ رہی دو دیوانی ہی برف خاب</p>	<p>ہم سہا بائین میں اور گرمین ہاں لانی ہی</p>
--------------------------------------	---

سادی پر لوسکی مرانی کی حسرت و لمین ہا	ہر نہیں چلے کہ پھر خجرت فاکمین ہے
اوکینا تقریر کی لذت کہ جو اوستی کما	میری یہ جانا کہ گویا یہی میری لمین ہے
گر چہ کسی کس کن بجائی سی ملی با این ہمہ	ذکر ریزہ محسی بہتری کا جس محل میں ہے
بس جو ہم ناما میدی خاک میں بجای کی	یہ جو اک لذت چاری سی مجال میں ہے
بچہ رکھو کیون کنجی دامانگی کو عشق سی	او نہ نہیں سکنا ہمارا جو قدم نہ لیں ہے
جلوہ ناکرتش و مزخ ہمارا دل سہی	فتنہ شوہ قیامت کس کی آج کل میں ہے

ہی دل شوریدہ غالب طلسم بیچ تاب
رحم کر اپنی نینا پر کہ کس شکل میں ہے

دستی ہی نگاہ بگریک او تر گئے	دو نو نکوا کن او میں منامند گئے
شوق ہو گیا ہی سینہ خوشا لذت فرخ	تکلیف پر وہ وار زخم گلے گئے
وہ باوہ شانہ کی مستیان کمان	اویسی بل بک لذت خواجہ گئے
اوتی پری خجک مری کی بیان	بدلی بی بی ہوا ہون ان پر گئے
دیکھو تو لقمی انذار نقش پا	موج خرام باری کی کیا گل کتر گئے
ہر لو ہوس تنہا سستی بخار	اب آبروی شیوہ اہل نظر گئے
نظارہ نی ہی کام کیا و انقباب کا	مستی ہی ہر نگہ تری خجک پر گئے
فرواودی کا تفرقہ کیا برست گیا	کل تم کی کہ ہم یہ قیامت گدہ گئے

ہرا زمانہ فی اسد احمد خان تمہیں
وہ و لو ویلے کمان وہ جو لانی کہہ گئے

تکسین کو ہم نہ سون جو ترقی نظری	حوران خلد میں تری صورت گری
اپنی گلی میں ٹھکانہ کو دفن قبدر	میری تی ہی خلق کو کیون با گری
ساقی گری کی شرم کو آج و نہ ہم	ہر شب پیای کتنی ہی جنت گری

تجسس تو کہہ کلام نہیں لکیرا ہی ہم	یہ اسلام کہیو اگر نامہ بریلے
تکو ہی ہم کہامین کہ جوتوں لگا لیا	زفت کشا کش غم نہا نہی کرے
لازم نہیں کہ خضر کی ہم ہر پڑی کریں	جاہا لاکت رگہ ہمیں ہر ہر پڑے

۱۴۷	اسی ساکنان کو چہ دلدار دیکھتا
	تکو ہمیں جو غالب آتش ہے

کوئی دن گرزنگانی اور ہی	اپنی جی میں ہی نہی ثنائی اور ہے
آتش و وزخ میں یہ گرمی کمان	سوز غمہای نہائی اور ہے
بازہ و کیس ہیں او کی ریشین	پر کچھ اب کی سرگانی اور ہے
دیگی خط منہ دیکھتا ہی نامہ بر	کچھ تو پیغام زبانی اور ہے
قاطع احار میں اکثر نجوم	وہ بلای آسانی اور ہے

۱۴۸	ہو چکین غالب بلا میں سب تمام
	ایک مرگ ناگمانی اور ہے

کوئی اہید بر نہیں آتے	کوئی صورت نظر نہیں آتے
موت کا ایک دن معین ہے	نہیں کیوں رات بر نہیں آتے
اگلی آتی ہی حال دل پہ نہیں	اب کسی بات پر نہیں آتے
جاننا ہوں تو اب طاعت وزہ	پر طبیعت اور نہیں آتے
ہی کچھ ایسی ہی بات جو چہ ہوں	ورنہ کیا بات کر نہیں آتے
کیوں نہ چنچون کہ یاد کرتی ہیں	میر ہی آواز گر نہیں آتے
واع دل گر نظر نہیں آتا	ہو ہی اسی چارہ گر نہیں آتے
ہم وہاں میں جیانی ہو چہ ہی	کچھ ہادی خبر نہیں آتے
موتی ہن آرزو میں مرنے کے	موت آتی ہی نہیں آتے

۹۹ کعبہ کس منہ ہی جاوگی غالب
شرم لگو مگر نہیں اپنے

دل ندان تجھی ہوا کیا ہے	آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہمیں مشتاق اور وہ بیزار	یا الہی یہ ماجرا کیا ہے
میں ہی منہ میں زبان کرتا ہوں	کاش پوچھو کہ دعا کیا ہے
جبکہ تجھے بن نہیں کوئی موجود	پہر یہ منگامہ ایخدا کیا ہے
یہ پچھو لوگ کیسی ہیں	غزہ و عشوہ واوا کیا ہے
شکن زلف غمیں کیوں ہیں	نگہ چشم سہمہ کیا ہے
سبزہ دگل کمانسی آگے ہیں	اگر کیا چیر ہی ہوا کیا ہے
ہکو اوسنی وفا کی ہی امید	جو نہیں جانتی وفا کیا ہے
ہاں بہلا کر ترا بہلا ہو گا	اور رویش کی صدا کیا ہے
جان تم پر نثار کرتا ہوں	میں نہیں جانتا دعا کیا ہے

۱۰۰ مینی مانا کہ کعبہ نہیں غالب
صفت ہاتھ آئے تو بڑا کیا ہے

کہتی تو ہو تم سب کے بت غالب سونے	یکے تہ کعبہ کی کہو کوئی کہ دوسرے
ہوں کشمکش نزع میں ہاں جذب محبت	اچکھ کہہ لنگون پروہ مری چو پی کو آئے
ہی صاعقہ و شعلہ و سیلاب کا عالم	آنا ہی جو میں مری آنا نہیں گو آئے
ظاہری کہ کعبہ کی زبیا گین گی نکیر میں	ہاں منہ ہی مگر ماوہ و شہید کی بوسے
جلاد سی ڈرتی ہیں نہ وعظ ہی ہنگرتی	ہم سمجھی ہو ہی اسی ہیں میں ہیں آئے
ہاں اہل طلب کوئی سنی طعنہ نہ لیا فت	دیکھا کہ وہ غنا نہیں اپنی ہی کو کو آئے
اپنا نہیں وہ شیوہ کہ آرام سے نہیں	اوس پر نہیں بار تو کعبہ ہی کو چو آئے

اکی ہنسون فی انگرہ میں تقسیم
 اچھی ہی اچھے سے گر جو ڈوبے

اصح اوس سخن ہانگی کیا بات ہی غالب
 ہم ہی گئی وہ ان اور تری تقدیر کو روئی

پیر کو کیکل کو بقراری ہے	سینہ جو بیا زخم کاری ہے
پھر جو کونے نگاہن	آہ فصل لالہ کاری ہے
تیلہ مقصد نگاہ نیاز	پیر وہی پردہ عاری ہے
چشم و لال جنس رسوائی	دل خریدار فوق ظہری ہے
وہی صدر رنگ نالہ فرسائی	وہی صد گونہ اشکباری ہے
ملہ ہوائی خام نڈسی پھر	مشرستان بقراری ہے
جلوہ پھر عرض ناز کرتا ہے	روز بازار جان سپاری ہے
پیر اسی بیوفا پر مرتے ہیں	پیر وہی زندگی ہماری ہے

قطع

پیر کسلا ہی در عدالت ناز	گرم بازار فوجداری ہے
ہور ہای جان میں انہ میر	زلف کی پیر شہتہ داری ہے
پیر ویا پارہ جگر سے سوال	ایک فریاد و آہ ناری ہے
پیر سوئی ہیں گواہ عشق طلب	اشکباری کا حکم جاری ہے
دل و دگر گانگ جو مقہ بہ تھا	آج پیر اوسکی رو بکاری ہے

اصح بخوردی بی سبب نہیں غالب
 کچھ تو ہی جس کی پردہ داری ہے

جنون تحت کش سنگین شوگوشا دانی کی	انکھ پاش خراش دل ہی لذت زندگانی کی
انکھ کشا ہی ہستی ہی کری کیا سستی ہلا کی	ہوئی بخیر سوچ آج کو فرصت روانی کی

<p>۱۵۲</p>	<p>پس نہ مردن ہی دیوانہ زار نگاہ مغلان ہے شرار سنگ کی تربت پر میری مخلصانی کی</p>
<p>انگوٹھی ہی سزا فریادی بیدار دوسرے رگ لیلی کو خاک وشت جنون کی خوشی پر پروانہ شاید باربان کشتی می تھا کروں بیدار ذوق پر فغانی عرض کیا تیرے</p>	<p>اسباواختہ و زمان ناہنجیح محشکے اگر بودی بجای داند و سجان دل شکرے ہوئی مجلس کی گرمی ہی وانی دور ساغرے کہ طاعت اور گری اور نی ہی اپنی میر شکرے</p>
<p>۱۵۳</p>	<p>کہان تکہ و دل او کی خمیہ کی چپی قیامت ہے مری تمت میں یارب کیا منتی دیوار پر ہے</p>
<p>بی اعتدالیوں ہی سبک سب میں ہم ہے پہنان تہا دم سخت تیرے آستان کی ہستی ہماری اپنی فدا پر دلیل ہے سخنی کشان عشق کی پوچی ہی کیا خبر تیری وفا سی کیا ہو تلافی کہ ہر میں گھنٹی ہی ہونگی حکایات خوبچکان اندری تیری تندی خوشی کی ہم ہی اہل ہوس کی منج ہی ترک نبرد عشق نالی عدم میں چند ہماری سپر ویتے</p>	<p>جتنی زیادہ ہوگی تاوتی ہی کم ہونے اڑنی نیای ہی کہ گرفتار ہم ہونے یا تنگ ٹھی کہ آپ ہم اپنی قسم ہونے وہ لوگ رفتہ رفتہ سزا پا الم ہونے تیری سوا ہی ہم پر ہستے ستم ہونے ہر چند ہمیں ہاتہ ہماری قلم ہونے اجزای نالہ ولین مری نرق ہم ہونے جو پانوا و ٹنگی ہی او کی عمل ہونے جو دان نہ کچ سکی سو وہ یان آئی م ہونے</p>
<p>۱۵۴</p>	<p>چوڑی اسد تیرہنی گد تھیں دل کے سائل ہوئی تو عاشق اہل کرم ہونے</p>
<p>جو نہ نقد و انج و لگی کری شعلہ پارسا جہی اس ہی کیا تو رخ بزبانہ بوسانے</p>	<p>تو فریگی ہنلان سب سے بکین بی سزا کسی کوئی مین سنی سنی مری کسانے</p>

<p>۱۵۳ یون ہی دکھ کسی کو دنیا میں خوب دوزخ کتا کہ مری عدو کو یارب ملی میری زندگی</p>	<p>ظلمت میں میری شب بزم کا جوت ہے فی شرفہ وصال نہ نظارہ جمال میانی کیا ہی جس خیر کو گونی چھا گوہر کو متحد گردن خواب میں نکلتا دیدار بادہ حوصلہ ساتی گناہ است اتی تازہ واردان بساط مودل دیکھو مجھی جو دیدہ عبرت نگاہ ہو ساتی جلوہ روشن ایمان آگے یا شب کو دیکھتی ہی کہ گونہ سنا لطف خرام ساتی فوق صد چنگ یا صبح دم جو کبھی اگر تو زرم من داغ فراق صحبت سخی جلی ہوئی</p>
<p>۱۵۴ آتی ہیں غیب سی یہ صنایں خیال میں غالب میر خاں نوای ہروش ہے</p>	<p>اگر میر جان کو قرار نہیں ہے دیتی ہیں جنت حیات دہر کی بدلی گر یہ نکالی ہی تری بزم سی جگو ہمسے عیش ہی گمان نہیں خاطر ولسی دینا لطف جلوہ ہای معانی طاقت پیدا و انتظار نہیں ہے نشہ باندا زہ نماز میں ہے ہای کر و فی یہ اختیار نہیں ہے خاکیر عشاق کی غبار نہیں ہے غیر گل اکسیر ہار نہیں ہے</p>

قتل کامری کیا ہی عمد تو بارے	وای اگر عمد استوار نہیں ہے
------------------------------	----------------------------

۱۵۸	توئی قسم سیکشی کی کماٹی ہی غالب تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے
-----	---

۱۵۹	بجو ہم غم سی بے شک سرگونی بجو حال ہی رؤی خمی طلب ہی لذت زخم سوزن کی کہ تار دامن تار نظرمین فرق شکل ہے سبھی موت کہ پاس دسی دیوانہ غافل ہے
-----	---

۱۶۰	وہ گل جس گلستان میں جلوہ فرمائی کری غالب چکن غنچ گل کا صدا ہی خندہ دل ہے
-----	---

۱۶۱	پابدین ہوڑ ہون بسکہ میں صحرانور و دیکھنا حالت مری ل کی ہم انوشی کی وقت خار پابین جوہر کیستہ زانو مجھے ہی نگاہ آتش نائیرا سر ہر سو مجھے
-----	---

۱۶۲	ہوں سر ایسا آتنگ شکایت کچھ نیو چہ ہی ہی بہتر کہ گو گوین چٹیری تو بیجے
-----	--

جان کالب صورت دیوار میں آوے تو اس قدر دکھن سی جو گلزار میں آوے جب بخت جگر ویدہ خونبار میں آوے کچھ بخت کو مزاج ہی مری آزار میں آوے طوطی کی طرح آئینہ گفتار میں آوے اک ابلہ پاواوی پر خار میں آوے آخر میں غم حلقہ زنا میں آوے کیون شاہ گل باغیسی بازار میں آوے جیسا کہ نقش او بجا ہوا ہر تار میں آوے ای وای اگر مرض اظہار میں آوے	جس نیم من تو ناز سی گفتار میں آوے سایہ کی طرح ساتھ پہرین سر و صنوبر تہ نازگرا ناگی اشک بجا ہے دی جگو شکایت کی اجازت کہ ستمگر اوس چشم فسوں لگ کا اگر پابی اشتار کا تونگی زبان سو کہ گئی پیاس سی یارب مر جاوون کیوں شک سی جبہ تن نازک غار نگر ناموس ہوگر ہو سن نازک تہ چاک گرینا کا غزالی دل نالان آنگرہ ہی سینہ سراز پہنان سے
--	---

۱۶۱

گنجینہ معنی کا طلسم اوسکو سمجھئے
برہنظ کہ غالب مری اشعار میں آئے

اوس ہی میرا ہمہ خوشنید خیال آچھا ہے
جی میں کہتی ہوں کہ مفت آئی تو مال آچھا ہے
ساغر جیم سی مرا جامہ سفال آچھا ہے
وہ کہہ اسیکو نہو خوبی سوال آچھا ہے
وہ سمجھتی ہوں کہ بیمار کا حال آچھا ہے
اک برس میں ہی کہا ہی کہ یہ سال آچھا ہے
جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال آچھا ہے
کام آچھا ہی وہ جس کا کہ مال آچھا ہے
شاہ کی باغ میں یہ تازہ خیال آچھا ہے

حسن بہر چہ پہن گام کمال آچھا ہی
بوسہ دیتی نہیں اور لپہ ہی ہر خطہ نگاہ
اور بار بار سی لی آئی اگر ٹوٹ گیا
بیطلب میں تو فرما اوس میں سوا ملتا ہی
اونکی دیکھی سی جو آجاتی ہی منہ پر رونق
دیکھی باقی ہیں عشاق تو ہنسی کیا فیض
ہم سخن تیشہ فی فریاد کو شیریں سی کیا
قطرہ دریا میں جو لجا ہی تو دریا جو جا ہی
خضر سلطان کو رکھی خالق اگر بر سر سبز

۱۶۲

ہکو معلوم ہی جنت کی حقیقت لیکن
دل کی خوش رکھنی کو غالب خیال آچھا ہے

استحسان اوس ہی باقی ہر قصیدہ ہی نسیمی
شوق گھبریں گلستان نسیمی
ایک دن گر نواز زم میں ساتی نسیمی
گر نہیں شمع بیخاندہ نسیمی
نور غم ہی ہی نغمہ شادوی نسیمی
گر نہیں میں مری اشعار میں ہی نسیمی

نہوئی گو مری مری نسیمی نسیمی
خار خارا الم حسرت دیدار تو ہی
می پرستان غم ہی منہ ہی گامی ہی
غرض قیس کہ ہی چشم و چراغ صبرا
ایک ہنگامہ یہ ہو قوف ہی گمر کی تو
نہ تائیش کی تمانہ صلہ کی پروا

۱۶۳

عشرت صحبت خوبان ہی غنیمت سمجھو
نہوئی غالب اگر عمر طبعی نسیمی

<p>عجب نشاط سی جلاوی چلی ہین ہم آگی قضائی تمام جی جا خراب بلوہ لغت غم زمانہ نی جباری نشاط عشق کی مستی خدا کی واسطی داد اس جنون عشق کی دنیا یہ عمر بھر جو پریشانیان و ٹھانین ہین ہنی دل و جگر میں پڑن جوا یک محو خون ہنی</p>	<p>کہ اپنی سایہ سی پرانوسی ہی و قدم لگے فقط خراب لکھا میں نخل سکا قلم آگی و گرنہ ہم ہی اوٹھاتی تھی لذت الم آگی کہ اوکھی در پہ پونجی ہین نامہ بری ہم آگی ہتھاری آتیو ای طری ای غم جسم آگی ہر لہتی زعم میں بھی ہوی تھی اسکوزم آگی</p>
--	--

<p>۴۳</p>	<p>قسم خاڑہ پائی میری کمانی ہین غالب ہمیشہ کمانی تھی جو میری جان کی قسم آگے</p>
-----------	--

<p>شکوہ کی نام سی بہر خفا ہوتا ہی پہونین شکوہ سی یون لگ جی جی جا گو سجتا نہیں چرسن تلافی دیکو عشق کی اہ ہین ہی چرخ ملک کو کی چاہ کیون شہرین ہر ف ناوک بیدار کم ہم خوبتا پہلی ہی ہوتی جو ہم اپنی خواہ نالہ جاتا ہتھیری عرش ہی آرا اور ب خامہ میرا کہ وہ ہی پلور بزم سخن اشقین شاہ کو اکب سپہ مصطلع سات قلم کما حال جو فرام ہم کجی ہر مدنی ہین جو پیدر سی ہوتا ہی لعل مین جو گستاخ ہون ہین غم لخوا نہیں رکھیو غالب محلی تلخ تو نہیں ہن</p>	<p>بہر ہی مت کہہ کہ جو کسی تو گلا ہوتا اک فر اچھیری پیر و کہی کیا ہوتا شکوہ جو ہی سر گرم جفا ہوتا سست و صبری کی آبلہ پا ہوتا آپ اوٹھالاتی ہین گرتیر خطا ہوتا کہ بہلا جا ہتی ہین اور برتا ہوتا تلک آتا ہی جو ایسا ہی رسا ہوتا شاہ کی بیج ہین یون نغمہ اسوتا تیری اکرام کا حق کس سی دا ہوتا تو وہ لشکر کا تری نعل بہا ہوتا آستان پر تری منہ پلصیہ سا ہوتا ہی یہ ہی تیرا ہی گرم ذوق ہوتا آج کچھ درد مری لوہین خوا ہوتا</p>
--	---

<p>ہر ایک بات پر ممتی ہوتی ہو تو کیا ہے نہ شعلہ میں بیکر شمشیر نہ برق میں یاد یہ رشک ہی کہ وہ ہوتا ہی سخن تم سے چپکے ہا ہی بدن پر لمبوس پیرا ہن جلا ہی جسم جہاں دل ہی جل گیا ہو گا رگوں میں دوڑتی ہنکے ہم نہیں قابل وہ چیز جس کی لپی ہو بہشت غزیر پیوں شراب اگر خم ہی دیکھ لوں وچار رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو ہی</p>	<p>تمہیں کہو کہ یہ انداز گفت گوئی ہے کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خوئی ہے وگرنہ خوف پر آموزی عدو کیا ہے ہماری جیب کے اب حاجت تو کیا ہے کر پتی ہو جو اب را کہہ جس تو کیا ہے جب تکہ سی ہی نہ پکا تو ہر لہو کیا ہے سوای باوہ کلفام مشک بو کیا ہے یہ شیشہ و قرح و کوزہ و سب تو کیا ہے تو کس امید کہی کہ آرزو کیا ہے</p>
---	--

<p>۱۶۶ ہوا ہی شہ کا مصاحب پی ہی اتراتا وگرنہ شہر میں غالب کی ابرو کیا</p>	
---	--

<p>۱۶۷ میں اونہیں چہرے میں اور کھنڈیر قدم ہوا بلا ہو جو کچھ ہو میری قسمت میں غم گراتا تھا</p>	<p>جل نکلتی جوی ہی ہوتے کاشکی تم مری لپی ہوتے دل ہی یارب کئی دینی ہوتے</p>
--	--

<p>۱۶۸ آہی جاتا وہ راہ پر غالب کوئی دن اور ہی نیسے ہوتے</p>	
---	--

<p>غیر میں مجھ میں بوسی جام کی خشکی کا تمسک کیا شکوہ کہ یہ خط لکھیں گی اگرچہ مطلب کچھ نہ ہو رات پی زخم پر ہی اور صبرم دکھو انکھوں میں ہنسایا کیا اگر</p>	<p>ہم رہیں لوین تشنگی بپغام ہتکنندی ہیں چرخ نیلی فاسم ہم تو عاشق ہیں تماری نام وہوی آہی جاننا احرام کی یہی ملتی ہیں تمہاری دام کی</p>
--	---

دیکھی کب بن پیرن جام کی	شاہ کی ہی غسل صحت کی خبر
عشق فی غالب نکلتا کر دیا	ورنہ ہم سے آدمی تھی کام کی
کہ ہوتی زمر و مہم تاشایے اسکو کہتی ہیں عالم آریے روکش سطح سپرین میناے بنگیا روی آب پر کاشیے چشم نرگس کو دی ہی بیتاے بارہ نوشی ہی باد پیاے	پہرل نڈاز سی بہار آئی دیکھو ای ساکنان خطہ خاک کہ زمین ہو گئی ہی سرتاسر سبزہ کو جب کہیں جگہ ملی سبزہ و گل کی دیکھی کی لپی ہی ہوا من شراب کی تاثیر
کیون نہ دنیا کو ہو خوشی غالب	شاہ دیندار نے شفا پائیے
اگر پہلو تھی کمی تو جا میری ہی خالی ہی بہری ہیں جس قدر جام و سوسنی خالی ہی	تغافل دست ہوں سیر و مانع عجز خالی ہی ع آباد عالم اہل محبت کی ہنونی سے
او پہر وہ ہی زبانی میری دیکھہ خوشنابہ فشانہ میری مگر آشفقہ بیانی میری ہوں جانہ ہی فشانہ میری رک گیا دیکھہ روانی میری سخت از زان ہی گرانی میری مصر شوق ہی بانی میری کہل گئے ہی چو بانی میری	کبہ سنتا ہی کہانی میری خلش غمزہ خوزیز نو چہ کیا بیان کر کی مرار و نگلی یاد ہوں زخوردہ رفتہ بیدای خیال متقابل ہی مقابل میری قدر سنگ سرہ کہتا ہوں گردباد رہ بیتابی ہوں دہن و سکا جوندہ معلوم ہوا

۱۷۱	کردیا صفت فی عاجز غالب تنگ سپری ہی جوانی میری
نقش نازت طاق باغوش تو وہ بچو کہ تیر کو تاشا جانی	پسی ظاوس بی خانہ مانی مانگی غم وہ افسانہ کہ آشفته بیانی مانگی
۱۷۲	وہ تپ عشق تمنا ہی کہ پر صورت شمع شعلہ تا تبین جگر ریشہ دوانی مانگی
گلشن کو تری صحبت از بسکہ خوش آنی ہو وان گنگر استغنا ہر دم ہی بلند ہی ہو	ہر غنچہ کا گل ہونا آغوش کشائی ہی بیان ناکہ کو اور دشا عوامی رسائی ہی
۱۷۳	از بسکہ سکھانا ہی عم ضبط کی اندازی جوداغ نظر آیا ایک چشم نمائی ہے
جنس خم کی ہو کشتی ہو تیر رفو کی اچھا ہی سر انگشت خانیکا قصو	لکھنچو یارب اوسی قسمت میں تو دلین نظر آنی تو ہی اک ہونہ ہو سیکے
کیون ڈرنی ہو عشاق کی جو صگی ہے یہاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسوکے	
دشنی کی کہی منہ لگایا ہو جگر کو	خنجرنی کہی بات پوچھی ہو گلو کے
۱۷۴	صد حیف وہ ناکام کہ ایک عمر ہی غالب حسرت میں ہی ایک بت عہدہ جو سیکے
سیاہ شکر می آئینہ دی ہی ہم	جہاں کی ہو ہی ہیں دل بھرا کے
۱۷۵	آغوش گل کشودہ برای دواغ ہی اسی عیند لیب عیال کہ چلی دن بہا ریکے
ہی صل جہ عالم لکین ضبط میں	معشوق شوق عاشق دیوا چاہی ہی

چاہی تھون کو جتنا چاہیے	اوس لب سی مل ہی جا گیا بوسہ کبھی تو مان
صحبت زندان ہی واجب ہی تھو	شوقِ فضول و جراتِ زندان چاہیے

چاہنی کو تیری کیا سمجھا تامل	یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے
چاک مت کر جب بی آیا مکل	جای ہی اپنی کو کہیں نہ چاہیے
دوستی کا پردہ ہی بیکار کیے	باری لبس ہی ہی سمجھا چاہیے
دشمنی نی میری کہو یا غیر کو	کچھ اور صبر کا ہی اشارا چاہیے
اپنی روانی میں کیا چلتی ہی تھو	منہ چہ پانا ہمسی چہورا چاہیے
منہ مرنی پہ ہو جس کی امید	کس قدر دشمن ہی دیکھا چاہیے
غافل ان ہر طلعتوں کیواسطی	یار ہی ہنس گامہ آرا چاہیے
	ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیے
	چاہنی والا ہی اچھا چاہیے

چاہتی ہیں خوب رویوں کو اسد	آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے
----------------------------	---------------------------

ہر قدم دوری منزل ہی نمایان مجھسی	میر ہی رفتار سی بہانگی ہی سیابان مجھسی
دریں عنوان تماشا بہ تغافل خوشتر	ہی نگہ رشتہ شیرازہ ترکان مجھسی
وحشت آتش دل سی شب تہنائی میں	صورت دور سا سایہ گریزان مجھسی
غم عشاق نہوسا وگی آموز بتان	کس قدر خانہ آئینہ ہی ویران مجھسی
اثر ابلہ سی جلوہ صحرائی بسنوں	صوت رشتہ گوہری پوراغان مجھسی
ببخودی بستہ تمہید فراغت ہونچو	پر ہی سالی کی طرح میرا شبتان مجھسی
شوق دیدار میں گرتو مجھی گردن ماری	ہونگہ مثل گل شمع پریشان مجھسی
بیکسیسای شب بھری وحشت ہی ہی	سایہ خورشید قیامت میں ہی نہان مجھسی

گروشن ساغر صد جلوه نگین تجسی | آینه داری یک دیدہ حیران مجسی

نگہ گرم سی اک اگی ٹپکتی ہی اس
ہی چراغان خوش خاشاک گلستان مجسی

۸۷

مکتہ چین ہی غم دل او سکون سنا کی نہ بنی
میں بلاتا تو ہوں او سکو مگر ایسے بدل
کیل سبھی ہی کہیں چہر زدی ہوں سجا
غیر ہر تہا ہی یوں تری خط کو اگر
اس نزاکت کا برا ہو وہ سلی ہن تو کیا
کہہ سکی کون کہ یہ جلوہ گرمی کس کی ہی
موت کی راہ نہ کیوں کہ بن آئی نہ ہی
بوجہ وہ سر سی گرا ہی کہ او ٹھانی نہ ہٹی

کیا بنی بات جہان بات بنائی نہ بنی
اوس پہ بنی ہی کچھ ایسی کہ بن آئی نہ بنی
کاش یوں ہی ہو کہ بن سیری ستالی نہ بنی
کوئی پوچھی کہ یہ کیا ہی تو چہ پائی نہ بنی
ہاتھ آوین تو او نہیں ہاتھ لگائی نہ بنی
پر زہ چوڑا ہی وہ اوسنی کہ او ٹھانی نہ بنی
مکو چاہوں کہ نہ آؤ تو بلائی نہ بنی
کام وہ ان پڑا ہی کہ بسائی نہ بنی

عشق پر زور نہیں ہی یہ کہش غالب
کہ لگایے نہ لگی اور بھائی نہ بنی

۸۸

چاک کی خوش اگر حشت بھرائی کری
جلوہ کا تیری وہ عالم ہی کہ گریخی خیال
ہی شکستیں ہی بھلی کو میڈا کیس بلک
میکدہ اگر چشم مست تازسی پوی شکست

صبح کی مانند زخم دل گریسانی کری
دیدہ دلکو زیارت گاہ حسیانی کری
ابکینہ کوہ پر غرض گرا سجا ہی کری
سوی شیشہ دیدہ ساغر کی مڑکا گری

خط عارض ہی لکھا ہی لفت کو الفتح محمد
ایکلم منظوری جو کچھ پریشانی کے

۸۹

وہ اگی خوبن تکین نہطراب غوی
کری ہی قتل لگاؤٹ میں تیرا رو دنیا

ولی مجی پیش مل مجال خواب تو دی
تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دی

<p>نزدی جو بوسہ تو منہ ہی کہیں گے پیارا کہہ نہیں دیتا نزدی شراب تو دی</p>	<p>دکھائی جنبش لب ہی تمام کر ہو پلاوی اوکھی ساقی جو ہمیں نصرت ہی</p>
<p>اسد خوشی ہی مری باتہ پانو پھول گئی کھا جو سنی ذرا میری پانو و اب تو دی</p>	<p>۱۷۱</p>
<p>مرا سر سنج بالین ہی مرا تن بیدار بستر ہے دل بیدست و با افتادہ بہ خوردار بستر ہے فروغ شمع بالین طالع بیدار بستر ہے شعاع آفتاب صبح محشر تار بستر ہے ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہے</p>	<p>تپش ہی مری قف کشکوش ہر تار بستر ہی سرشک سر لہجہ ارادہ نور العین من ہی خوشا اقبال بجزو بی عیادت کو تم آئی ہو بطرفانگاہ جو حق صنطراب شام تنہا ہی ابھی آئی ہی پویش ہی اوکی کف مشک کی</p>
<p>کہوں کیا دل کی کیا حالت ہی ہجو بارین خراب کہ بتیالی ہی ہر یک تار بستر خار بستر ہے</p>	<p>۱۷۲</p>
<p>غور دوستی آفت ہی تو دشمن کھوجاؤ</p>	<p>خطر ہی ششہ آفت گگ گردن نھوجاؤ</p>
<p>سبھہ فصل ہن کو تباہی نشو و نما خراب اگر گل سرو کی قامت پہ پیراہن نھوجاؤ</p>	<p>۱۷۳</p>
<p>نالہ پانہ کی نہیں یہ ہے گر باغ گدای می نہیں یہ ہے پر تجھسی کوئی شئی نہیں یہ ہے ہر چند کہیں کہ ہی نہیں یہ ہے آردی جو ہنو تو دی نہیں یہ ہے مئی ہی یکس کی آئی نہیں یہ ہے آخر تو کیا ہی ای نہیں یہ ہے</p>	<p>فریادی کوئی کی نہیں یہ ہے کیون بونی ہن باغبان قعبے ہر چند ہر ایک شئی میں تو ہے ہاں کما یومت فریب ہستی شادی ہی گذر کہ غم نہو دی کیون بڑو قح کوری ہی زاہد ہستی ہی تو کچھ عدم ہی خراب</p>

<p>۱۸۵۷</p> <p>نپوچہ نسخہ مریم حراحت دل کا</p>	<p>کہ اوہین بریزہ الماس جزو عظم ہی</p>
<p>۱۸۵۸</p> <p>بہت دو توہین تغافل فی تیری پیدائے</p> <p>وہ اک نگہ کہ نظارہ نگاہ سی کم سے</p>	
<p>ہم رشک کو اپنی ہی گوارا نہیں کرتی</p> <p>ورپردہ اونہین غیر سی ہی بطرمانی</p>	<p>مرقی ہن وی اوکی تہنا نہیں کرتے</p> <p>ظاہر کا یہ پردا ہی کہ پردا نہیں کرتے</p>
<p>۱۸۵۹</p> <p>یہ باعث نو میدی ارباب ہوس ہے۔</p> <p>غالب کو برکتی ہو چاہنیں کرتی</p>	
<p>۱۸۶۰</p> <p>کسی ہی بادہ تری سب کسب فروغ</p> <p>کہی تو اس دل شوریدہ کی ہی اولی</p> <p>بجای گرنہ سستی ناہامی بلبل زار</p>	<p>خطیالہ سرا سر نگاہ چمن ہے</p> <p>کہ ایک عمر سی حسرت پرست بالین ہی</p> <p>کہ گوش گل نم شبنم سی پنبہ آگین ہی</p>
<p>۱۸۶۱</p> <p>اسلمہ ی نزع میں چل بیوفا برای خدا</p> <p>مقام ترک حجاب و دواع تکین ہے</p>	
<p>۱۸۶۲</p> <p>کیون ہو چشم تہاں مجھ تغافل کیون ہو</p> <p>مرقی مرقی دیکھنی کی آرزو رہ جائیگی</p>	<p>یعنی اس بیار کو نظارہ سی پر نہیں ہے</p> <p>دای ناگامی کہ اوس کا فخر کا خیر تیزی</p>
<p>۱۸۶۳</p> <p>عارض گل میکہ روی یار یارو آیا اسد</p> <p>جوشش فضل بہاری اشتیاق انگیزی</p>	
<p>۱۸۶۴</p> <p>ویا ہی اول اگر اوسکو بشری کیا کہی</p> <p>یہ ضد کجج نہ آوی اور آئی بن نری</p> <p>ہی ہی یون کہ وہیکہ کہ کوی دو دو</p> <p>نہی کہ شتمہ کیون وی کہا ہی جھوٹو</p> <p>سجھتی کرتی ہن باز میں وہ پر شہ</p>	<p>ہو ارقیب تو ہونا نہ بری کیا کہی</p> <p>تضامی شکوہ ہمیں کس قدر ہی کیا کہی</p> <p>اگر نگہی کہ دشمن کا گہری کیا کہی</p> <p>کہ بن کہی ہی اونہین سب خبر ہی کیا کہی</p> <p>کہ یہ کہی کہ سر بگوزری کیا کہی</p>

تہین سہیں ہی سر شہ و فاکا خیال اونہیں سوال نہ عم جنون ہی کیوں لڑی حسد سزای کمال سخن ہی کیا کہی	ہماری ماتہ میں کچھ ہی مگر ہی کیا کہی ہمیں جواب ہی قطع نظر ہی کیا کہی ستم بہا ہی متاع ہنری کب کیا کہی
--	--

۱۸۹	کہا ہی کسنی کہ غالب بڑھنیں کہی سوا ہی اس کی کہ آشفقہ ہنری کیا کہی
-----	--

دیکھو پروردہ گرم دہن فشانی جوی بن گیا تیغ نگاہ یار کا سنگ فسان کیوں نہ نونی التفاتی او کی خاطر جمع ہی میری غمخانی کی قسمت جب تو ہونی لگی برگمان ہوتا ہی وہ کافر نہوتا کاشکی وامی ان ہی شور مشرفی نہ دم لینی دیا وعدہ آینکا وفد کجی یہ کیا انداز ہے ہاں نشاط آمد فصل بہاری واہ واہ	گر گئی و استہ تن میری عریانی مجھے مرحبا میں کیا مبارک ہی گرا بخالی مجھی جاننا ہی مو پستہ ہا ہی نہانی مجھے لکھنیا بچھا اسباب ویرانی مجھے اس قدر ذوق نوای مرغ بستانی مجھے کیا کیا تاگو رہن فوق تن آسانی مجھے تہنی کیوں ہو ہی میری گری زبانی مجھی پر ہوا ہی تازہ سوای عزت خوانی مجھے
--	--

۱۹۰	وی مری بہانی کو حق نی از سر نو زندگے میرزا یوسف ہی غالب یوسف ثانی مجھے
-----	---

یاد ہی شاو میں ہی ہنگامہ یارب مجھی ہی کشاو خاطر و استہ در رہن سخن یار بے شفتگی کی داؤس ہی چاہی طبع ہی مشتاق لذتہا ہی حسرت کیا کروں	بسیرت زاہد ہوا ہی خندہ زیر لب مجھی تھا طلسم قتل بچہ خانہ کتب مجھی رشک آسائیش ہی زرنہ لنگی اب مجھی آرزوی ہی شکست آرزو مطلب مجھی
---	---

۱۹۱	دل لگا کر آپ ہی غالب مجھی ہی ہو گئے عشق سی آتی تھی مانع میرزا صاحب مجھے
-----	--

حضور شہاد میں اہل سخن کی آزمائش ہے
 قدر گیسو میں قیس و کوکب کی آزمائش ہے
 کزنگی کو کین کی حوصلی کا امتحان ہے
 نسیم صحر کو کیا پیر کنعان کی ہوا خواہی
 وہ آیا نہ ہم میں دیکھو نہ کہو یہ پر کہ غافل تھی
 رہی گل ہی میں تیر اچھا جگر کی پار ہو تر
 نہیں کہہ سجو و زنا کی ہنسی میں گہرائی
 پڑا رہا ہی دل و ہستہ بتیا بسی کیا حال
 رگ و پی میں جب تری ہر غم تیر دیکھی کی ہو

چمن میں خوش نوزیاں چمن کی آزمائش ہے
 جہان ہم میں جان اور رسن کی آزمائش ہے
 ہنواؤں خوش سستی نیری تن کی آزمائش ہے
 اوسے عیض کی بوی پیرن کی آزمائش ہے
 شکیب و صبر اہل سخن کی آزمائش ہے
 غرض شست بت ناوک فلک کی آزمائش ہے
 وفادار یمن شیخ و برہمن کی آزمائش ہے
 مگر یہ تاب زلف چشمن کی آزمائش ہے
 ابھی تو تھی کام و دین کی آزمائش ہے

۱۹۲

وہ اونگی مری گھر و عدو کیسا کہتا غالب
 نئی فتنو ہمیں اچھے کھن کی آزمائش ہے

کبھی سکی سہی و سکی جی میں گرا جی ہے جو
 خدا یا جذبہ بول کی مگر تاثیر اولیٰ ہی
 وہ بخواور میری ستمان عشق طولانی
 او وہ وہ بدگمانی ہی ادھر یہ ناتوانی ہے
 سنبھلنے دی مجھی اپنی نامید کیا ہی ہے
 کھلت بطرف نظر کی میں ہی سہی لیکن
 ہو ہی ہن پانوی پہلی نہ عشق میں جی

جھان کر کی اپنی یاد شرمنا جی ہے جی
 کہ جتنا کہینچتا ہوں اور کھتا جی ہے جی
 عبارت مختصر قاصد ہی گہرا جی ہے جی
 پتو چہا جی ہی اس سنی بولا جی ہے جی
 کہ دامان خیال یا چوٹا جی ہے جی
 وہ دیکھا جی کتہہ غلم و کیا جی ہے جی
 نہ بہا کا جی ہے جی نہ تہہ جی ہے جی

۱۹۳

قیامت ہی کہ ہو وی مدعی کا سفر غالب
 وہ کافر و خدا کو ہی نہ سونیا جی ہے جی

زبسکہ مشق تماشا جنوں علامت ہے

کشا و نسبت فرہ سہلی نہ است ہے

منجائون کیونکہ مٹی داغ طعن برآمدی	تجلی کہ آئینہ سہی رطہ ملامت ہی
پہچ و تاپ بوس سلک عایت مت تو	لگا و عجب سر رشتہ سلامت ہی

۱۹۴	وفا مقابل و عوای عشق بی بنیاد و
	جنون سائنتہ و فصل گل قیامت ہی

لاغر اتنا ہون کہ تو زہم میں جاوی مجھی	میرا زہم و کلیگر کوئی تیلادی مجھی
کیا تعجب ہی کہ او سکود کلیگر آج ہی ہم	وان تلک کوئی کسی جلی ہی پنچادی مجھی
منہ نہ کھلاوی نہ کھلا پر پانڈاز عتاب	کھو لکہ پر وہ ذرا کھین ہی و کھلاوی مجھی

۱۹۵	یان تلک میری گرفتاری ہی ہوش ہی کہ میں
	زلف گر بن جاؤں تو شانہ میں اولجھا سے مجھی

باز پچھ اطفال ہی دنیا میری آگی	ہوتا ہی شب زور تماشا مری آگی
ایک کھیل ہی درنگ سلیمان مری ویک	ایک بات ہی اعجاز مسیحا مری آگی
جز نام نہیں صورت عالم مجھی منظور	جز وہ نہیں ہستی اشیا مری آگی
ہوتا ہی ہنساں گرد میں صحرا مری ہوتی	گستا ہی جبین خاک پروریا مری آگی
مت پوچھ کہ کیا حال ہی پیر تری مجھی	تو دیکھ کہ کیا رنگ ہی تیرا مری آگی
سچ کہتی ہوں جو میں جو و آرا ہوں کیوں ہوں	بٹیا ہی بت آئینہ سیا مری آگی
پر ویکھی انداز گل افشانی گفتار	رکھدی کوئی پیمانہ صہبا مری آگی
نفرت کا گمان گری ہی میں شک ہی گزرا	کیونکہ کہوں لو نام نہ او لگا مری آگی
ایمان مجھی روکی ہی جو پینچو ہی مجھی کفر	کعبہ مری چھی ہی کلیسا مری آگی
عاشق ہوں بہ معشوق فریب ہی مرا کام	مجنون کو زہر کہتی ہی لیلا مری آگی
خوش ہوتی میں یہ وصل میں یوں نہیں تو	آئی شب ہجرانی متا مری آگی
ہی موج زن ایک قلم خون کاشن ہی ہر	آبا ہی ابھی و کھی کیا کیا مری آگی

گو ہاؤ گوبش نہیں کہون بن تو دہری
رہنی دو اہی ساغ و میسناری گی

۱۹۶

ہم پیشہ ہم شہر ہمازی میرا
غالب کو بکون ہوا چہاگر

<p>تہین کہو کہ جو تم یون کہو تو کیا کہی مجھی تو خوبی کہ جو کچھ کہو یا کہی لگا ہاؤ کو ہر کیون نہ آشنا کہی وہ زخم تیج ہی جسکو کہ دکشا کہی جو ناسزا کہی او سکونہ ناسزا کہی کہین مصیبت ناسازی دوا کہی کہین حکایت صبر گر زیر پا کہی اکٹی زبان تو خنجر کو مر جا کہی روانی روش و مستی آوا کہی طراوت چمن و خوبی ہوا کہی</p>	<p>کہون جو حال تو کہتی ہو دعا کہی کہنیو طعن سی ہر تم کہ ہم شکر ہین وہ نیشتر سہی پر دل ہین جب وڑ جاوی ہتین فریقہ راحت جرات پیکان جو مدعی ہی او سکی نہ مدعی سینے کہین حقیقت جانکا ہی مرض لکھی کہی شکایت رنج گران نشین کہی رہی نہ جان تو قائل کو خون بہاوی نہین نگار کو الفت نہو نگار تو ہی نہین بہار کو فرصت نہو بہار تو ہی</p>
---	---

۱۹۷

سفینہ جبکہ کناری پہ آگیا غالب
خدا سی کیا ستم و جور ناخدا کہی

<p>دہولی گئی ہم اتنے کہیں پاک ہو گئی تہی یہی دو حساب سو یون پاک ہو گئی باری بلدیہ توں تو چالاک ہو گئی پروسی میں گل کی لاکہ جگر چاک ہو گئی آپ اپنی آگ کی خس و خاشاک ہو گئی کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئی</p>	<p>روشنی اور عشق میں بیباک ہو گئی صرف بہا ہی می ہونی آلات میکشی رسوا ہی دہر گو ہوی آوارگی سی تم کتا ہی کون نالہ بلبل کو بی اثر پوچی ہی کیا وجود عدم اہل شوق کا کرنی گئی تہی اوس ہی تغافل کا ہم کلام</p>
---	---

	<p>اس رنگ ہی وٹھائی کل وٹھائی اسد کی لغزش دشمن ہی جسکو دیکھ کی غمناک ہو گئے</p>	<p>۱۹۸</p>
<p>نشہ باشا و اب رنگ و ساز نامترب</p>	<p>شیشہ می سرو سبز جو بار نغمہ ہے</p>	
	<p>ہفتین مت کہ کہ برہم کرتہ بزم عیش دوست وان تو میری نالہ کو بھی اہمست بار نغمہ ہے</p>	<p>۱۹۹</p>
<p>دعوی جمعیت احباب جامی خندہ ہے یکجہان زانو تا تل در قہای خندہ ہی ورنہ دندان در دل فشر و نباخی خندہ ہی</p>	<p>عرض باز شوخی دندان بہای خندہ ہی ہی عدم من غنچہ محو عبرت انجام گل کلفت افسردگی کو عیش تیبانی حرم</p>	
	<p>سوزش باطن کی بہن احباب منکر ورتہ بیان دل محیط گریہ دل ہشتنامی خندہ ہے</p>	<p>۲۰۰</p>
<p>آئینہ زانوی فکر اختراع جلوہ ہی</p>	<p>حسن بی پروا خریدار متاع جلوہ ہی</p>	
	<p>تا کجا ای آگہی رنگ تماشای باخستن چشم و اگر دیدہ آغوش و دواع جلوہ ہے</p>	<p>۲۰۱</p>
<p>مشکل کہ تجسی راہ سخن واکری کوئی کب تک خیال طرہ لیلیا کری کوئی ہاں دروین کی دل میں گرجا کری کوئی آخر کہی تو عقدہ دل واکری کوئی کیا فائدہ کہ جیبے رسوا کری کوئی تا چند باغبانی صحرا کری کوئی تو وہ بنین کہ کجگو تماشاکری کوئی نقصان نہیں جنوںسی جو سودا کری کوئی</p>	<p>جب تک دہان زخم نہ پیدا کری کوئی عالم غبار و حشت مجنون ہی سرسبز افسردگی بنین طرب ہشتامی تہفات رونی سی ای نذیم ملامت نکرے مجھے چاک جگر سی جب پریش واپوئی لخت جگر سی ہی گہر خدای شمع گل ناکامی نگاہ ہی برق نطدہ سوز برنگ و حشت ہی صدف گو بر شکست</p>	

سر بر ہوتی وعدہ صبر آزمائی سر ہی وحشت طبیعت ایجاویاس خیز بیکاری جنون کو ہی سرینیتی کا شغل حسن فروغ شمع سخن دوری اسد	فصحت کمان کہ تیری تنناگری کوئی یہ درودہ ہینن کہ نہ پیداگری کوئی جب ہاتھ توٹ جائین تو پھر کیاگری کوئی پہلی دل گدختہ پیداگری کوئی
--	--

ابن مریم ہو اگر ہی کوئی شرع و آیین پر مدار سے چال جیسے کوئی کمان کا تیر بات پر ان زبان کشتی ہی بک رہا ہون جنون میں کیا کیا کچھ نہ سنو گرا کہی کوئی روک تو گر غلط چلی کوئی کون ہی جو نسین ہی ماجتند کیا کیا خضر نے سکندر سے جب توقع ہی اوٹھ گئی غالب	میری دکھ کی دو اگر ہی کوئی ایسی قاتل کا کیا کری کوئی دلین ایسی کی جا کری کوئی وہ کہین اور سنا کری کوئی کچھ نہ سبھی حسد اگر ہی کوئی نکو گرا کہی کوئی بخش دو گر خطا کری کوئی کس کی حاجت روا کری کوئی اب کسی رہنا کری کوئی کیون کیا کلا کری کوئی
--	--

بہت سی غم گیتی شراب کم کیا ہے تمہاری طرز و روش جانتی ہن ہم کیا ہی سخن ہن غامہ غالب کی آتش افشانی	غلام ساقی کو تر ہون مجکو غم کیا ہے رقیب پر ہی اگر لطف تو تم کیا ہے یقین ہی ہو کوئی لیکن اب دوسرے کیا ہے
--	---

باغ پاکر حقیقی یہ ڈرانا ہی مجھے جہر شیح بر سر چشمہ ہو مگر معلوم معا مہ تاشای شکست دل ہے	سایہ شاخ گل اضی نظر آمد ہی مجھی ہونین وہ سبزہ کہ زہر اب آگاتا ہی مجھی آئینہ خانہ میں کوئی سلی جاتا ہی مجھی
---	--

نالہ سرمایہ کی عالم و عالم کف خاک زندگی میں تو وہ مظلومی اور مٹا دیتی ہے	آسمان بھینڈتھی نظر آتا ہی سمجھے دیکھو اب مرگئی پر کون اور مٹا دیتی ہے
---	--

روندی ہوتی ہی کو کسے تیرے سیر کے جب وہ سکی دیکھنی کی لپی آئین باؤ شاہ ہو کی ہنیں ہن سیر گلستا کی ہم و دی	اترا ہی کیوں نہ خاک سر ہر ہزار کے لوگو ہنیں کیوں نہ خود نہو لالہ زار کے کیونکر نکلیا ہی کہ ہوا ہی بہار کے
--	---

ہزاروں آہیں لیس کی ہر خوشی و غم ڈری کیوں اقبال کیا سیر کا اوی گرن پر نکلنا اکلہ سی آدم کا سنتی آئی ہن لیکن بہر کھل جاتی ظالم تیری قامت کی دریا کا مگر لکھو ای کوئی او سکھو تو ہم سے کہو لی ہوئی اس میں منسوب سب سے بادہ شامی ہوئی جس سے توقع خشکی کی داؤ پائی محبت میں ہنیں ہی فرق جینی اور نیکا کمان بجانہ کا درازہ غالب اکو امان	بہت نکلی مری ارمان لیکن پہر ہی کہ نکلی وہ خون جو چشم تری عمر پہ لویں سید مگر بہت ہی آبرو ہو کر تری کوچی ہی ہم نکلی اگر اس طرہ پر سچ و خم کالج و خم نکلی ہوئی سچ او گوری کان یہ رنگہ قلم نکلی پہر آیا وہ زمانہ جو ہا ہنیں جام ہم نکلی وہ ہم سے ہی یادہ خسرتیج ہم نکلی اویکو ویکر صیتی ہن جس کا فریم نکلی پر تھا جانتی ہن گل وہ جا تا تاکہ ہم نکلی
--	--

کوہ کی ہون بار خاطر گدھا ہو جائی بھینڈ آساتنگ بال پر ہی یہ کچھ شخص	بی تکلف ای شرارتیہ کیا ہو جائیے از سر نو زندگی ہو کر رہا ہو جائیے
---	--

مستی بندوق غفلت ساقی ہلاک ہے جز زخم تیغ ناز ہنیں ولین آرزو جوش جنوں ہی کچھ نظر آتا ہنیں	موج شراب یک شرہ خواناک ہے جیب خیال ہی تری ہاتھوشی پاک ہے صحرا ساری اگنہ میں ہمیشہ خاک ہے
---	--

۲۰۸	کب عیسی کی جنبش کرتی ہی گوارہ چہنسا بنی قیامت کشتہ لعل تیان کا خواب سنگین ہی	
۲۰۹	آئید سیلاب طوفان صدای آب ہی نقش پا جو کان میں کہتا ہی انگلی جاوہ سی	
	بزم می وحشت کدہ ہی کس کی چشم مست کا شیشہ میں نبض پری پہنان ہی موج باوہ سی	
	ہون میں ہی تاشانی نیرنگی مطلب نہیں کچھ اس کی کہ مطلب	
۲۰۹	سیاہی عیسیٰ گرجاوی دم سحر کا غنڈ پر مری سمت میں یوں تصویر ہی شہبای چوکی	
۲۱۰	ہجوم نالہ حیرت عاجز عرض یکا حقان ہے تکلف بر طرف ہی جستان تر لطف بخون ہوئی یہ کثرت غنسی تلف کیفیت شادی دل و دین نقد لاساقی ہی گرسوا کیا چاہا	
۲۱۱	عم آغوش بلا میں پرورش دیتا ہی عاشق کو چراغ روشن اپنا قلم صرصر کامر جان ہی	
۲۱۲	خروش یونین تاشا ادا نکلتی ہے نقشارتگی خلوت سی منی ہی شبنم نگاہ ولسی تری سرمد سا نکلتی ہے صبا جو غنچہ کی پر دین جان نکلتی ہے	
۲۱۳	پنچہ سینہ عاشق سے آب تیغ نگاہ کہ زخم روزن درسی ہوا نکلتے ہے	
۲۱۴	جہاں سنہ شاد کس زلف یاری کس کا سراغ جاوہ حیرت کو ایجا ہی ذرہ ذرہ کی جاسی عیار شوق گروام ہی وسعت صوا شکار ہے	

<p>دل مدعی و ویدہ بنا مدعا علیہ چتر کی ہی شبنم آئینہ برگ گل پر آب پچ پڑھی ہی وعدہ دلدار کی مجھی بی پر وہ سوی وادی مجنون گورنگر ای عندلیب یک کف خس ہر تیشیان دل مت گنوا خبر نہ سہی سیر ہی سہی</p>	<p>نظارہ کا مقدمہ پر رو بکار ہے ای عندلیب وقت و دواع بہار ہے وہ آئی یا نہ آئی پہ بیان انتظار ہے ہر ذرہ کی نقاب میں دل بیقرار ہے طوفان آمد آمد فصل بہار ہے ای بیدار آئینہ تمثال دار ہے</p>
<p>۵۲۲</p>	<p>غفلت کفیل عمرو کا مد ضامن اشاٹا ای مرگ ناگمان بچی کیا انتظار یہ ہے</p>
<p>آئینہ کیون ندون کہ تماشاکین جسی حسرت فی لار کہ تری بزم خیال میں پہونکای کسنی گوش محبت میں بچدا سر پر ہجوم در و غیری سی ڈالی ہی چشم تر میں حسرت دیدار سی نمان در کار ہی شگفتن گلہامی عیش کو</p>	<p>ایسا کہان سی لاؤن کہ تجسا کہین جسے گلدستہ گناہ سویدا کہین جسے افسون انتظار بتنا کہین جسے وہ ایک مشت خاک کہ صحر کہین جسے شوق عنان گینختہ دریا کہین جسے صبح بہار پینہ مہیت کہین جسے</p>
<p>۵۲۳</p>	<p>غالب برانمان جو وعظ برا کہی ایسا ہی کوئی ہی کہ سب اچھا کہین جسی</p>
<p>شبنم برگ گل لالہ نہ خالی زاوا ہے دل خون شدہ کشکش حسرت دیدار شعلہ سی ہنوتی ہوس شعلہ فی جو کی تمثال میں تری ہی وہ شوخی کہ ہصد و قری کف خاکستر و بیل قفس رنگ</p>	<p>داغ دل بیدر و نظر گاہ حیا ہی آئینہ بدست بیت بدست خانہ ہے جی کس قدر افسردگی دل پہ جلا ہے آئینہ بہ انداز گل آغوش کشا ہے ای نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے</p>

معتوقی و بی حوصلگی طرفہ بلا ہے دست تہ سنگ آبدہ پیمان وفا ہے تیغ ستم آئینہ تصویر نما ہے سایہ کی طرح ہمہ عجب وقت پڑا ہے یار بگراں کردہ گناہوں کی سزا ہے	خونی تری افسردہ کیا وحشت دل کو مجبوری و دعویٰ گرفتاری الفت معلوم ہوا حال شہیدان گزشتہ ای پر تو خورشید جہانتاب اوہ ہی ناکردہ گناہوں کی ہی حسرت کی ٹی داڑھی
---	---

۱۳۲ بیگانگی حسی بیدل نہو غالب
کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے

مشقت کھلی تری قدورخ کی طور کی پڑتی ہی انگہ تیری شہید و پندہ حور کی کیا بات ہی تمہاری شرابہ طور کی گو یا ابھی سنی نہیں آواز صور کی ٹھٹی سی اک خبری زبانی طور کی کعبہ سی ان بتوں کو ہی نسبت ہی در کی آونہ ہم ہی میر کرین کہہ طور کے کی جس ہی بات او سنی شکایت ضروری	منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کے اک خوش چکان کھن بن کڑوٹوں بناؤین واعظ نہ تم پیونہ کسکو بلا سکو لڑتا ہی مجھی حشر میں قاتل کہ گویا آمد بہار کی ہی جو بلبل ہی نغمہ سنج گودا انہیں چو انکی نکالی ہوئی توہین کیا فرض ہی کہ سکو ملی ایک سا جواب گر مری سہی کلام میں لیکن نہ اسقدر
--	--

۱۳۱ غالب گراس سفر میں مجھی ساتھ لی چین
رجح کا ثواب نذر کروں گا حضور کے

یہ رنج کہ کم ہی می گفام بہت ہے ہی یوں کہ مجھی در و تہ جام بہت ہے گوشتہ میں نفس کی بھی آرام بہت ہے بادش عمل کی طمع خام بہت ہے	غم کہانی میں ہو و اول کام بہت ہے گتھی ہوئی ساقی سی جیا آئی ہی اور نہ فی تیر کمان میں ہی نہ صنیاو کین بہت ہے کیا زہد کو مانوں کہ نہو گر چہ ریائی
---	--

<p>بین اہل خرد کس و ش خاص نازان ز نغم ہی پو چو زو مجھی کیا طوف حیرم ہی قہ گراب ہی نہ بی بات کہ او نکو خون ہوئی جگر اکتہ سی پکا نہیں لہرک</p>	<p>پاستکی رسم و رہ عام بہت ہے اٹوہہ برمی جامتہ احرام بہت ہے انکار نہیں او مجھی ابراہم بہت ہے رہنی وی مجھی یان کہ ابھی کام بہت ہے</p>
---	---

<p>لالہ</p>	<p>ہوگا کوئی ایسا ہی کہ غالب کو بخانی شاعر تو وہ اچھا ہی پر بدنام بہت ہی</p>
-------------	---

<p>دلت ہوتی ہی یاد کو ہمان کی ہو ہے کرتا ہوں جمع پر جگر بخت بخت کو پر وضع ہتیا طوسی کرنی نگاہی م پیر گرم نالہامی شتر بار ہی نفس پیر پشتر جرحت دکو چلا ہی شوق پیر ہر ہا ہی خاطر کمان بخون دل باہر گر ہو ہی ہین دل وید پر قیب دل پر طواف کو می طامت کو جانی پیر شوق کر ڈی خریدار کی طلب دوری ہی پیر ہر ایک گل و لالہ خیال پیر چاہتا ہوں نامہ و لدار کہو ننا مانگی ہی پیر کسی گولب بام پر ہوس چاہی ہی پیر کسی کو مقابل میں آرزو اک نو ہار ناز کو تا کی ہی پیر نگاہ پیر جی میں ہی کہ و رہ کسی کی پیر ہی</p>	<p>جوش قدح سی ترم چراغان کی ہو ہے عرصہ ہو ہی دعوت مکران کی ہو ہے برسوں کو میں چاک گریبان کی ہو ہے دلت ہو ہی ہی سیر چراغان کی ہو ہے سامان صد ہزار مگدان کی ہو ہے سار حین طرازی و اماں کی ہو ہے نظارہ و خیال کا سامان کی ہو ہے پندار کا صنم کدہ ویران کی ہو ہے عرض متاع عتقل مول جان کی ہو ہے صد گلستان نگاہ کا سامان کی ہو ہے جان نذر و لظیری عنوان کی ہو ہے زلف سیاہ رخ پر پریشان کی ہو ہے سر سے تیز و شستہ مکران کی ہو ہے چہرہ فروغ می سی گلستان کی ہو ہے سر نہر بار منت و دربان کی ہو ہے</p>
---	--

جی ڈھونڈنا ہی پر وہی سمت کہ رازن
 بیٹی ہن تصور جان کیسے ہونے

۲۱۷

عالم بہن چہرے کہ ہر چوہن اشک سی
 بیٹی ہن ہم تہیہ طوفان کئے سے

نویہ امن ہی پیدا دوست جاگنی تھی
 بلاسی گرتہ یار تشہ خون ہے
 وہ زندہ ہم میں کہ ہن و شناس خلق بھینز
 بلبلان ہی ہن مبتلائی آفت رشک
 فلک نہ دور کہہ اوس سی محبی کہ ہن ہینز
 شائع مری کوشش کی ہی کہ مرغ اپر
 گد سمجھی وہ چپ تہا مری خوشاہ سی
 بقدر شوق ہنیں طرف تنگنای غزل
 ویای ہی خلق کو ہی تا اوسی نظر نیلے
 زبان پہ بار خدا یا یہ کسا نام آیا
 نصیر دولت و دین اور حسین ملت و ملک
 زمانہ عندین اوسکی ہی عوارش
 دوسق تمام ہوا اور مدح باقی ہے

رہی نظر ز ستم کوئی آسمان کی لیے
 رکھوں کہ پوہنی ہی شکان خون نشانی لڑ
 نہ تم کہ چور بنی عمر جاووان کی لیے
 بلائی جان ہی او اتیری اکھماکی لیے
 دراز روتی قائل کی اتھماکی لیے
 کری نفس ہن فراہم خن شانی لیے
 اوٹھا اور اوٹھی قدم مینی پاساکی لیے
 کچھ اور جاہنی سست میری سیاکی لیے
 خط ہی عیش تھل حسین خان کی لیے
 کہ میری نطق لی بوس میری باکی لڑ
 بنا ہی چہرے برین جس کی اتھماکی لڑ
 ہنیں کے اور ستاری اب سماکی لیے
 سفینہ چاہی ہی س بھر بکیران کی لیے

ادای خاص ہی عالم ہو ہی نکتہ سرا
 صلائی عالم ہی یاران نکتہ دان کی لیے

تمام ہونین بہا تک غزلین دیوان غالب کی اب اگر قصائد اور قطعات ہن

قصه

سایه لاله بیدار سویدای بهسا ریشه شیشه می جوهر تیغ کسار تازه بی ریشه نارنج صفت وی تشار که اسل عو شین مکن بی دو عالم کافشار راه خوابیده هوی خنده گل بی بیدار سر نوشت دو جهان ابریک سطر غبار قوت نامیه او سکو بی نه پوری بیکار دام هر کاغذ آتش زده طایوس شکار هولجا یک قرح باوه به طاق گلزار کم کری گوشه میخا نه مین گر تو دستار سبز مثل خط نونیز هو خط پرگار طوطی سبزه کسار نے پیدا منقار چشم جبریل هوئی قالب خشت دیوار رشته فیض ازل ساز طاب معمار رفت بهت صد عارف و یک ادب حصا وہ رہی مروءہ بال پر سی بیستار چشم نقش قدم آئینہ سخت بیدار گر او اس وقت کی امید کو اہرام ہمار عرض خمیازہ ایجاہی ہر موج غبار	سازیک زہ ہنین فیض چین سی بیکار مستی باوصبا سی ہی لہر من سبزہ سبزی جام زمر و کی طرح و انج پیک مستی ابروی گل چین طرب ہی احست کوہ و صحرایہ معموری شوق بلبل سوئی ہی فیض ہوا صورت ہر گمان تیر کاگر سپینکے ناخن تو باندا لال کف ہر خاک گردون شکر قری پرواز میکد چین ہو اگر آرزو گل چینی موج گل ڈھونڈو بخوبی تکرہ غنیمہ باغ کی پنی گرامی اندیشہ چین کی قصو لعل ہی کی ہی بی از منہ رحمت شاہ وہ شہنشاہ کہ جس کی پی تعمیر ہر فلک العرش جو جسم دوش فروغ شہو چین یک خط خشت لب بام وان کی خاک سی حاصل جو سی بیکار خاک صواری نخت جو ہر سیر عرفا ژرہ او اس گرد کا خورشید کو آئینہ ناز اوتیش کو ہی وانسی طلب مستی ناز
--	---

مطلع تالی

دل پروانه چرخان بر بلبل گلزار
 ذوق من جلوه کی تیری بولوی وینا
 سلک اخترین همه نوزده گوهر بار
 هم ریاضت کو تری حوصله سی استظنا
 جامه سی تیری عیان باوه جوش سهر
 کی طرف نازش خرگان و درگ سو غم خار
 خاک در کی تری جو چشم نهوا آینه دار
 عرض خمیازه سیلاب هو طاق دیوار
 فیض معنی سی خط ساغر خم سر شا

فیض سی تیری ہی شیخ شہستان ہار
 شکل طاوس کرمی آئینہ خانہ پرواز
 تیری ولاد کی غم سی ہی بروی گردون
 ہم عبادت کو ترا نقش قدم مہ نماز
 روح من تیری نمان نوزمہ نعت نبی
 جو ہر دست دعا آئینہ یعنی تاثیر
 مردک سی ہو عراخانہ اقبال گناہ
 دشمن آل نبی کو بطرب خانہ دہر
 دیدہ تامل آئینہ یک پر تو نشین

قصیدہ

ہم کہاں ہوتی اگر حسن نہ تو ما خود بین
 بیکسیہای ثنا کہ نہ دنیا ہی نہ دین
 لغوی آئینہ فرق جنون و مگین
 سخن حق ہمہ پایہ ذوق حسین
 در دیک ساغر غفلت ہی پیر دنیا و چین
 صورت نقش قدم خاک بفرق تکبیر
 وصل زگار رخ آئینہ حسن یقین
 بیستون آئینہ خواب بران شیرین
 کسنی پایا اثر تاکہ دلہای حزین

دہر خیز جلوه کیتا فی معشوق ہین
 بید لہبای تماشا کہ نہ عبرت ہی ذوق
 ہرزہ ہی نعمتہ زیر و بم ہستی و عدم
 نقش معنی ہمہ خمیازہ عرض صورت
 لاف و ایش غلط و نفع عبادت معلوم
 مثل مضمون وفا باو بدست تسلیم
 عشق بی ربطی شیرازہ اجزای حواس
 کو کہن گر سنہ مزد و رطب گاہ رقیب
 کسنی دیکھا نفس لہلہ وفا آتش خیز

<p> سرو برگ ستایش نه و مانع نفرین یکتلم خارج آداب وقار و تکمین با علی عرض کرد ای فطرت سواسمین قبله آل نبی کعبه ایجاو یقین بر کف خاک بی وان کرده بقصو زمین ده کف خاک بی ناموس و عالم کی این ابدا پشت فلک خم شده ناز زمین بوی گل سی نفس باد صبا عطر آگین قطع بود جای نه شریقه ایجاو کمین رنگ عاشق کبطرح رونق بجان زمین وصی ختم رسل تو پی بقصو ای یقین نام نامی کو تری ناصیه عرض نگین شعله شمع مگر شمع به باندهی آیین رقم بندگی حضرت جبریل امین خاک کو گو جو خدای دی جان و دل و پودین تیری تشکیله کوهین لوح و قلم دست و چین کس سی بسو کستی بی ریش فرودین که سو تیری کوئی او سا خریدار زمین بی تری حوصله فضل پر از سکه یقین که اجابت کوی هر حرف پر سو بار آیین که زمین خون جگر سی مری آگین نگین </p>	<p> سامع ز فرشته اهل جهان مهون بسکین کس قدر بر زه سر مهون که عیا و ابا بند نقش لاجول کلمه ای خامه نه بیان منظر فیض خدا جان نمل ختم رسل هوده سر سایه ایجاو جهان گرم خرام جلوه پرواز بو نقش قدم او سا بسجا نسبت نام سی وکی بی به رتبه که رهی فیض خلق او سا هی شامل بی به توبی برش تیغ کا اوکی بی جهانین چر چا کفر سوز او سا و جلوه بی که حسن سی بی جان پناه اول و جان فیض سانا شاها جسم اطهر کو تری دوش پیمبر منبر کس سی ممکن بی تری روح بغیر از واجب استان پری تری جوهر آمینه سنگ تیری وکی بی اسباب به شار آماوه تیری مدحت کی بی بی جان کا موزون کس بی بو کستی بی ترا حی مدوح خدا جنس بازار معاصی اسد القدر شوخی عرض مطالبین بی گستاخ طلب دی خاک مری ده مرتبه حسن قبول غم شبیری هو سینه بیان تک لبر ز </p>
--	---

طبع کو الفت لعل میں گرمی شوق	اک جہانک علی اور سید قدیم اور محمد حبیب
دل الفت سب سبب توحید فصحا	نگہ جلوہ پرست و بخش صدق گزین

صرف اعدا اثر شعلہ و دو دو دوزخ	
وقف احباب گل و سنبل فردون بین	

قصید

<p>ہاں مہ نو سنین ہم اوسکا نام وودن آیا ہی تو نظر دم صبح باری دوون کہان رہا غائب اوڑکی جاتا کہان کہ تارون کا مرجای سرور خاص خواص غدیرین تین دن نہ آنے کے اوسکو ہولا سچا ہے کہنا ایک مین کیا کہ سب نی جان لیا راز دل مجھی کیون چہ پاتا ہے جانتا ہوں کہ آج دنیا مین مینی مانا کہ تو ہی حلقہ بگوش جانتا ہوں کہ جانتا ہے تو مہرتا بان کو ہو تو ہوا ای ماہ تجکو کیا پایہ روشناسی کا جانتا ہوں کہ اوسکی فیض می تو</p>	<p>جسکو تو جہک کی کر رہا ہی سلام ہی انداز اور سے اندام بندہ عاجزی گردش ایام آسمان نی بھمار کھاتا دام حبتا ہی نشاط عام عوام لیکلی آیا ہی عید کا پیغام صبح جو جای اور آئی شام تیرا آغاز اور تھا انجام جھکو سبھا ہی کیا کہین نام ایک ہی ہی اسپ گاہ انام غالب اوسکا گزین غلام تب کہا ہی بطرز استغنام قرب ہر روزہ برسبیل دوام جز تقرب عید ماہ صبا م پہرنا چاہتا ہی ماہ تمام</p>
---	--

<p>مجھ کو کیا بانٹ دیگا تو انعام اور کے لین دین سی کیا کام گر تجھی ہے امید رحمت عام کیا نہ دیگا جسے می گھنم کر چکے قطع تیری تیزی گام کوی و مشکوی و صحن و منظر و بام اپنی صورت کا ایک بلورین جام توسن طبع چاہتا تھا لگام</p>	<p>ماہن ماہتاب میں کون سیر اپنا جدا معاہدہ ہے ہی بھی آرزوی بخشش خاص جو کہ بخشش کا تجھ کو سنتہ فروغ جب کہ چودہ منازل منسلک تیری پر تو سی ہوں فروغ پذیر دیکھنا میری ہاتھ میں لہریز پہر غزل کی روش پہ چل نکلا</p>
---	--

غزل

<p>مجھ کو کسنی کہا کہ ہو بدنام غم سی جب ہو گئی ہو زلیت حرام کہ نہ سمجھیں وہ لذت و شتام اب تو بانڈ ہا ہی دیر میں احرام چرخ فی لی ہی جس ہی گردش و م دل کی لہنی میں جن کو تھا ابرام</p>	<p>زہرِ غم کچھ چکا تھا میرا کام می ہی پہر کیوں نہ میں پی جاؤں بوسہ کیسا یہی غنیمت ہے کعبہ میں چا بجائیں گے ناتوں اوس قبح کا ہی دور مجھ کو نقد بوسہ دینی میں اون کو ہے انکا</p>
--	--

چہڑتا ہوں کہ اون کو غصہ آئی
کیوں رکھوں ورنہ غالب اپنا نام

<p>ای پر پچھوہ پیک تیز حسرت ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہر ام نام شائشہ بلبلہ مقام</p>	<p>کہہ چکا میں تو سب کہہ اب تو کہہ کون ہی جس کی در پہ ناصیہ سا تو نہیں جانتا تو جسے سن</p>
---	--

قبلہ چشم و دل بہا و در شاہ
 شہسوار طہریقہ انصاف
 جسکا ہر فعل صورت اعجاز
 بزم میں میزبان قیصر و جسم
 امی ترا لطف زندگی افزا
 چشم بدور حسرت و اندہ شکوہ
 جان نثاروں میں تیری قیصر روم
 وارث ملک جانتی ہیں سچھے
 زور بازو میں مانتی ہیں سچھے
 مرچیا موٹنگا نے ناوک
 تیر کو تیری تیر غیر ہدف
 رعد کا کر ہی ہی کیا دم بند
 تیری فیل گران جسد کی صدا
 فن صورت گری میں تیرا گرز
 اوسکی مضروب کی سروتن سی
 جب ازل میں رسم پذیر ہوئے
 اور اون اوراق میں ہر کلک قضا
 لکھدیا شاہدوں کو عاشق کُش
 آسمان کو کہا گیا کہ کہیں
 حکم ناطق لکھا گیا کہ کہیں
 آتش و آب و باہ و خاک فی سیلے

منظر ذوالجلال والا کرام
 نوبہار حدیقہ اسلام
 جسکا ہر قول معنی الہام
 رزم میں اوستا و رستم و سام
 امی ترا عہد فرخی و سہ جام
 لوحش العبد عارفانہ کلام
 جرعہ خواروں میں تیری مرشد جام
 ایچ و تور و خسرو و بہرام
 گیو و گو و زرو و بیزن و رنام
 آفرین آبداری صمصام
 تیغ کو تیری تیغ خصم نیام
 برق کو دی رہا ہی کیا الزام
 تیری رخس سکھان کا خرام
 گرنہ رکتا ہو دستگاہ مہتام
 کیوں نمایاں ہو صورت او غام
 صفحہ ہای بیالے و ایام
 مجلا مستدرج ہوئی احکام
 لکھدیا عاشقوں کو دشمن کام
 گنبد تیز گرنیلے فام
 خال کو دانہ اور زلف کو دام
 وضع سوز و غم و رم و آرام

مہر نشان کا نام خسرو روز	ماہ تابان کا اسم ششم شام
تیزی توقع سلطنت کو بھی	دی بدستور صورت ارقام
کاتب حکم نے بموجب حکم	اوس رقم کو یا طراز و وہ م

ہی لزل سے روائی آغاز
ہو اب تک رسانی اسخام

قصیدہ

صبح دم دروازہ خاور کھلا	مہر عالم تاب کا منظر کھلا
خسرو بخشیم کی آیا صرف میں	شب کو تہا گنجینہ گوہر کھلا
وہ بھی تھی اک سیمیا کی ہی نمود	صبح کو راز مہ و خستہ کھلا
ہن کو اکب کچھ نظر آتی ہن کچھ	دستے ہن دہو کا یہ بازگیر کھلا
سطح گردون پر پڑتا رات کو	موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا
صبح آیا جانب مشرق نظر	ایک نگار استین رخ سر کھلا
تھی نظر بند ہی کیا جب روضہ	باوہ کلرنگ کا ساغر کھلا
لاکی ساقی فی صبوحی کی لیے	رکھ دیا ہے ایک جام زہر کھلا
بزمِ سلطانے ہوئی آراستہ	کعبہ امن و امان کا در کھلا
کج زرین مہر تابان سے سوا	خسرو آفاق کی مومنہ پر کھلا
شاہ روشن دل بہا اور شہ کہ ہی	راز ہستی او سپہ سرتاسر کھلا
وہ کہ جس کی صورت تکوین میں	مقصد نہ چرخ و ہفت اختر کھلا
وہ کہ جس کی ناخن تاویل سے	عقدہ احکام پیغمبر کھلا
پہلے دارا کا نخل آیا ہی نام	اوسکی سرنگو نکا جب دفتر کھلا

روشن سونکی جہان فرستے ہے	وان لکھا ہی چہرہ قیامت کہلا
توسن شہین ہی وہ غول کی کہ جب	تہان سے وہ غیرت صرصر کہلا
نقشبندی صورتین وہ دلفریب	تو کہی بجانہ آزر کہلا
مہر فیض تربیت سی شاہ کی	منصب مہر و مہر و محور کہلا
لاکھ عقدی دل میں تھی لیکن ہر ایک	میری حد و وسع سی باہر کہلا
مٹا دل و دستہ قفل نے کلید	کسنی کہو لاکھ کہلا کیونکہ کہلا
باغ معنی کی دکھاؤں گا بہار	مجھستی گر شاہ سخن گستر کہلا
ہو جہان گرم غول غول اسے نفس	لوگ جاہنیں طلبہ غم کہلا

غزل

کنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کہلا	کاشکے ہوتا قفس کا در کہلا
ہم بچارین اور کھلی یوں کون جاے	یا کا دروازہ پاؤں گر کہلا
بکھو ہی اس ازواری پر گھمت	دوست کا ہی راز و دشمن پر کہلا
داعی دل پر بہلا لگتا تھا داغ	زخم لیکن داغ سی بہتر کہلا
باتہ سی رکھدی کب پرونی نماں	کب کر سی غمزہ کی خنجر کہلا
سفت کا کسکو برہی بر رتہ	رہ روی میں پردہ رہبر کہلا
سخر دل کا کیا کری باران اشک	اگ بڑی مینہ اگر دم بہر کہلا
نامہ کی ساتھ آگیا پیغام مرگ	رہ گیا خط میری چہانی پر کہلا

دیکھو حال کب سی گراو بھاکوئی

ہی ولی پوشیدہ اور کافر کہلا

پیر مرد و خورشید کا دفتر کہلا

پیر ہوا دشت طراز کیا حیا ل

<p>بزدبان ہی اوستی ہی لشکر کھلا بیان عرض سے رتہ جو کھلا بادشہ کا رایت لشکر کھلا اب علقہ پایہ منبر کھلا اب عیار آبروی زر کھلا اب مال سے اسکندر کھلا اب فریب طغمرل و سنج کھلا دفتر مع جہان داور کھلا عجز اعجاز ستایش گر کھلا تم یہ ای خاقان نام آور کھلا</p>	<p>خامہ فی پائی طبیعت سی مدو مع سی مدوح کے دکھی شگود مہر کا پنا چرخ چکر کھا گیا بادشہ کا نام بیستہ ہی خطیب سکے غنہ کا ہوا ہی روشناس شاہ کی آگے دہرا ہے آئینہ ملک کی وارث کو دکھیا خلق نے ہو سکے کیا مدوح ہاں اک نام ہی فکر اچھی پرستایش نا تمام جانتا ہوں ہی خط لوج ازل</p>
---	--

تم کرو صاحب شہرانی جب تلک
 ہی طلسم روز و شب کا ور کھلا

وصفت ابنہ

<p>کیوں نہ کہوئی در خزینہ راز شاخ گل کا ہی گل نشان ہونا نکتہ ای حسد و فرا کیے خامہ نخل رطب نشان ہو جا ہی ثمر و شاخ گوی و چوگان ہی آئی یہ گوی اور یہ میدان پوڑتا ہی جلعے پہ پوئی تاک</p>	<p>ہاں دل در و مند ز مزمہ ساز خامہ کا صفحہ پر روان ہونا مجسی کیا پوچتا ہی کیا کیے باری آمون کا کچھ بیان ہو جاو آم کا کون مرد میدان سے تاک کی جی بن کیوں رہی ارمان آم کی آگے پیش جاوی خاک</p>
---	--

<p> بادہ تاب بنگیا انگور شرم سی پانی پانی ہوتا ہے آتم کے آگے نیشکر کیسا ہے جب خزان آئی تب ہواوکی بہار جان شیرین میں یہ پشاس کمان کو کھن باوجود عم کیسے پروہ یوں سہل وی لکتا جان کہ ووا خانہ ازل میں مگر شیرہ کی تار کا ہی ریشہ نام باغبانوں فی باغ جنت سے بہر کے بھیجین ہیں ستر گلہاس مدتوں تک دیا ہی آب حیات ہم کمان وزنہ اور کمان پہ نخل رنگ کار زور پر کمان بو باسن پیشگی تیا طلای دست افشار نازش دوومان آب و ہوا طوبی و سدرہ کا جگر گوشہ ناز پرور وہ بہار سے آم نوبر نخل باغ سلطان ہو عدل سے اوسکے ہی تہایت عمد زینت طہنت و جمال کمال </p>	<p> پخلا جب کی طرح مقدور یہ ہی ناچار جیکا کہونا ہے مجھی پوچھو تمہیں خبر کیا ہے نگل اوس میں نہ شاخ و برگ نبار ماوردوڑائی قیاس کمان جان میں ہوتی گر یہ شیرینی جان دینی میں اوسکو کیتا جان نظر آتا ہی یوں نتیجے یہ نثر آتش گل پہ قند کا ہی قوام یا یہ ہوگا کہ فرط رافت سی انگبین کی حکم رب الناس یا لگا کر خضر کے شاخ نبات تب ہوا ہی شرفشان یہ نخل تہا ترخ زرا یک خسرو پاس آم کو دیکھتا اگر اک بار رونق کار گاہ برگ و نوا بہ و راہ خلد کا تو شہ صاحب شاخ و برگ و بار ہی آم خاص وہ آم جو نہ ارزان ہو وہ کہ ہی والی ولایت عمد فخر دین عرشان و جاہ جلالی </p>
--	---

چہرہ انار ای تاج و مسند و تخت خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے جب تلک ہی نمود سایہ و نور وارث گنج و تخت و افسر کو	کار فرمایا دین و دولت و بخت سایہ او سکا ہا کا سایہ ہے ای فیض و جو سایہ و نور اس خداوند بندہ پرور کو
--	--

شاو و دل شاو و شاو بان کہو اور غالب پہ مہربان کہو	
--	--

قطعات

ای جہاندار کرم شیوہ بی شبہ عدیل فرق سی تیری گتے کسب سعادت کلیل تیری رفتار قلم خبش بال جبریل تجسسی دنیا میں پھما مادہ بذل خلیل بکرم داغ نہ ناصیہ قلم و نیل تا تری حمد میں ہو رنج و الم کی تعلیل زہرہ فی ترک کیا حوت سی کرنا تحویل تیری شبش مری پنج مقاصد کی کفیل تیرا انداز تغافل مری منگی دلیل چرخ کج بازی چاہا کہ کری محکوم دلیل پہلی شوگی ہی بن ناخن تیر میں کیل کشش دم نہیں بی ضابطہ جبر تعلیل عجم گیتی ہی مرا سینہ امر کی زینیل	ای شہنشاہ فلک منظر پیشل و نظیر پانوسی تیری ملی فرق ارادہ رنگ تیرا انداز سخن شانہ زلف الامام تجسسی عالم پہ کہلا رابطہ قرب کلیم بسخن امجدہ مرتبہ معنی و لفظ تا تری وقت میں ہو پیش و طرب کی قوت ماہ فی چوڑ دیا شور سے جانا باہر تیری دانش مری اصلاح مفاسد کی پیر تیرا اقبال ترجم مری جینی کی نوید سخت ناسازی چاہا کہندی محکومان بہرچی والی ہی سر شستہ اوقات میں گنہگار تیش دل نہیں فی رابطہ خوف عظیم خبر معنی ہی مرا صفحہ دعا کی ڈاڑھی
---	---

فکر میری گمراهد و اشارات کثیر میری ایهام به هوشی تصدیق تو نیک هوشی مریمات تو ندیتا تکلیف	گلک میری رستم آموز عبارات قلیل میری اجال سی کرتی ہی تراوش تفصیل جمع هوشی مری خاطر تو نکرتا تجلیل
--	--

قبله کون و مکان خسته نوازی مین پی پیر کعبه بسن و امان عقد کشتائی مین بسیل	
--	--

ایضا

گئی و هون که ناپسته غیر فکی و فادار کیا کرتی تھی تم تقریریم خاموش تھی	
--	--

بس اب بگری به کیا شرمندگی جانی و دلجاو قسم لو همسی گری بهی کھین کھین تھی	
---	--

کلمت کا جو ذکر کیا تو فی بندشین وہ سبزہ زار های مطرا کہ ہی غضب صبر آنا و اونکی نگاہین کہ حق نظر	اک تیر میری سیدنی مین مارا کہ باہمای وہ نازنین بتان خود آرا کہ باہمای طاقت ربا وہ او کجا اشارا کہ باہمای
---	--

وہ میو های تازه شیرین کہ واہ و ہ وہ باو های ناب گوارا کہ های های	
---	--

در معنی اولی

ہی جو صاحب کی کف دست پہ چکنی ٹلی خامہ کشت بدندان کہ اسی کیا کھسی مہر مکتوب عزیزان گرامی کیے سی آلودہ سر کشت حینان کھسی	زیب دیتا ہی اسی جہت در آتیا کھسی ناطقہ سر بگری بیان کہ اسی کیا کھسی حرز بازوی شکر فان خود آرا کھسی وانع طرف جگر عاشق شیدا کھسی
---	---

سرسپتان پر زاوی مانا کیسے	خاتم دست سلیمان کی مشابہ لکھی
خال مشکین رخ دکش لیا کیسے	آخر سوختہ قیس سے نسبت دیگی
ناؤ ابوی بیابان سخن کا کیسے	حجرات سود و یواجرم کہی فرض
رنگ میں نبرۂ نوحہ میسیا کیسے	وضع میں اسکو اگر سمجھی قاف زیا
میکدیہ میں اسی خشت خم صبا کیسے	صومی میں اسی ٹھرائی گز ٹھرنماز
کیون اسی نقطہ پر کارتنا کیسے	کیون اسی فضل در گنج محبت لکھی
کیون اسی مردک دیدہ عفا کیسے	کیون اسی گوہر نایاب تصور کیگی
کیون اسی نقش پی ناؤ سلما کیسے	کیون اسی تلمہ پیرا ہن لیا کیسے

بند پرور کی کف دست کو دل کبھی فرض
اور اس چکنی سپاری کو سوید لکھی

قطعہ

مجمعی جو بھی بی بسین کی روغی روٹی	نوپہ اسکی حقیقت حضور والا
جو کھاتی حضرت آدم یہ بیسنی روٹی	نہ کھاتی گیون کھتی نہ سند سے باہر

بیان مصنف

اپنا بیان حسن طبیعت نہیں جمعی	منظور ہی گزارش احوال واقعی
کچھ شاعری ذریعہ عزت نہیں جمعی	سوشیت سی ہی پیشہ آبا سپگری
ہرگز کہی کسی سی عداوت نہیں جمعی	آزادہ روہوں اور مہسلک ہی صلح کل
مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں جمعی	کیا کہ ہی یہ شرف کہ خططر کا غلام ہوں

<p>یہ تاب یہ مجال رطقت نہیں مجھی سوں گند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھی جز انبساط خاطر حضرت نہیں مجھی دیکھا کہ چارہ غیر اطاعت نہیں مجھی مقصود اوس سے قطع محبت نہیں مجھی سو دانہیں جنوں نہیں حشرت نہیں مجھی ہی شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھی</p>	<p>استاد شہ سی ہو مجھی ہر خاش کا خیال جام جہان نما ہی شہنشاہ کا ضمیر مین کون اور رنجیتہ ہاں اس سے دعا سہرا لکھا گیا زہرہ ہمت شمال امر مقطع مین آپڑی ہی سخن گسترانہ بات روی سخن کسی کی طرف ہو تو رو سیاہ فتمت بڑی ہی طبیعت بڑی نہیں</p>
---	--

<p>صاوق ہوں اپنی قول میں غالب خدا گو کتاب ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھی</p>	
---	--

ملح

<p>تجسی جو اتنی ارادت ہی تو کس نامتھی ہے روفق نرم مدد و مہتری ذات سے ہے غیر کیا خود مجھی نفرت مری اوقا تھی ہے نسبت اک گو نہ مری دکو تری کتھی ہے یہ دعا شام و سحر قاضی حاجات تھی ہے گو شرف خضر کی ہی جگہ ملاقات تھی ہے</p>	<p>نصرت الملک کہا در عربی تہا کہ مجھی گرچہ تو وہ ہی کہ ہنگامہ اگر گرم کری اور مین وہ ہوں کہ گرمی مین ہی غور کرو خشگی کا ہو ہلا جس کی سب سے سہر و ست ہاتھ مین تیری ہی تو سن دلت کی عنان تو سکندر ہی مرفحہ ہی ملتا تیرا</p>
--	--

<p>اسپہ گزری نہ گمان ریو وریا کا زہنار غالب خاک نشین اہل خرابات تھی ہے</p>	
---	--

متفرقات

<p>رکدین حین من برکی می شکوئی ناند سبز کوروند تا پری پهلوان کو جای چاند بهاتی نهین ایاب محبی کوئی نوشتواند هی کجی آگی سیم وز زهر و ماه ماند</p>	<p>هی چارشنبه آخرا ماه صفر چلو جو آئی جام برکی پی اور سوکی ست غالب یہ کیا بیان بیخ مریخ پادشاه بٹی میں موفی روپی کی چلی حضورین</p>
---	--

	<p>یون سمی کدیج سی خالی کی ہوی لاکھون ہی آفتاب ہین او پر شمار چاند</p>	
--	--	--

در مہر شاہ		
-------------------	--	--

<p>ہی غیب سی ہر دم تھی صد گونہ بشارت تو واکری آوں عقد کیو سو ہی بشارت گر لب کوندی چشمہ حیوانسی ہمارت ہی فخر سلیمان جو کری تیری وزارت ہی داغ غلامی ترا تو قیح امارت تو آگ سی گردن کری تاب بشارت باقی نری آتش سوزائین حرارت ہی گر چہ محبی سحر طرازی میں مہارت قاصر سی شکایت میں سر سیری عبات نظار کی صنعت حق اہل بصارت غالب کو تری عتبہ عالی کی بارت</p>	<p>ای شاہ جہانگیر جان بخش چاند ار جو عقدہ و شوار کہ کوشش شی واہو امکن ہی کری خضر سکندر ہی ترا ذکر اصف کو سلیمان کی وزارت سی شرف تہا ہی نقش مریدی ترا فرمان آتے تو آب سی گر سلب کری طاووسیان دہو ہندی ملی موجد دریا میں رو آئے ہی گر چہ محبی نکتہ سرائی میں تو غل کیونکر نکر دن مہر کو میں ختم دعا پر نوروز ہی آج او وہ دن ہی کہ ہوئی سج بو شرف مہر جہانتاں مبارک</p>
--	--

	قطعہ	
--	-------------	--

افطار صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو جس پاس وزہ کوہ لگی کہانیکو کچھ ہنو	اوس شخص کو ضروری روزہ کما کری روزہ اگر نکھای تو ناچار کیا کری
--	--

گزارش مصنف بحضور شاہ

<p>ای شہنشاہ آسمان اور نگ تہمین ایک بیوای گوشہ نشین تمنی محکو جو آبرو بخشی کہ ہوا جسما ذرہ ناچینہ گر چہ از روی ننگ بی ہنریے کہ گراپنی کو مین کہون خاکے شاہ مہون لیکن اپنی جی مین کہ ہون خانہ تراو اور مرید اور مدراج باری نو کر ہی ہو گیا صد شکر کہون آپ ہی تو کس سی کہون پیر و مرشد اگرچہ محکو ہنہین کچھ تو جاری مین چاہی احسنہ کیون نہ درکار ہو مخی پوشش کچھ خیر پدائین ہی اب کی سال رات کو آگ اور دن کو دہوپ آگ تالی کہان تلک انسان دہوپ کی تالیش آگ کی گرمی</p>	<p>ای جہاندار آفتاب آفتاب تہمین ایک درمند سیمہ نگار ہوئی میری وہ گرے بازار روشناس ثوابت و کسبیار ہون خود اپنی نظر مین آنا خوار جاننا ہون کہ آئی خاک کو عار بادشہ کا غلام کار گزار تہا ہمیشہ سی یہ عریضہ نگار نسبتین ہو گئین شخص چار مدعای ضروری الاطسار ذوق آرایش سرو دستار تاندی باوز مہر آزار حسب رکتا ہون ہی اگرچہ گزار کچھ نہا کیا نہیں ہی اب کی بار ہاڑ مین جائین ایسی لیل ہنار دہوپ کماوی کمان تلک جاندار وقار بنا عذاب انکار</p>
---	---

<p>اوسکی مٹی کا ہے عجب بھار خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار اور چہا ہی ہو سال میں دو بار اور رہتی ہی سو د کے تکرار ہو گیا سے شریک سا ہو کار شاعر غنیمت گوی خوش گفتار ہی زبان میری تیغ جو ہر وار ہی قلم میری ابر گوہر بار قہری گر کرو نہ مجکو پیا اپ کا لڑ کر اور کہاؤں او دار تانہو مجکو زندگے دشوار شاعر یسی نہیں سمجھے سرو کار</p>	<p>میری تنخواہ جو مقرر ہے رسم ہی مردہ کی چہا ہی ایک مجکو دیکھو تو ہوں بقید حیات بسکتی ہوں ہر مہینہ قرض میری تنخواہ میں تنگے کا آج مجسا نہیں زمانی میں رزم کی داستان گریںے بزم کا التنازم کرتے کبھی ظلم ہے گردو سخن کی داو آپ کا بندہ اور پروں ننگا میری تنخواہ کبھی ماہ ماہ ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام</p>
<p>تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کی ہوں دن پچاس ہزار</p>	
<p>قطعات</p>	
<p>جہا نہیں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے کہ جو شریک ہو میرا شریک غالب ہے</p>	<p>یہ گلیم سون لازم ہی میرا نام نہ لی ہوانہ غلبہ میرے کسی پہ مجھی</p>
<p>قطعہ</p>	
<p>مجہ پر کیا گندری گی اتنی روز جانم برن جو تین منہل تین بریدین پیب کی دن پوی</p>	<p>سہل تا سہل ولی یہ سخت مشکل آرہی تین دن سہل سی پتی تین دن سہل کی عبد</p>

قطعه سائین

نخستہ انجمن طوی میرزا جعفر ہوئی ہی بی ہی فرزندہ سالین غالب	کہ جن کی دیکھی سی سبکا ہو ہی بی محظوظ نکیون ہو ماوہ سال عیسوی محظوظ
---	--

قطعه تاریخ دیگر

ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی کہا غالب سے تاریخ اسکی کیا ہی	ہوا بزم طرب میں رقص ناہید تو بولا انشراح جشن جمشید
---	---

قطعه

گو ایک بادشاہ کی سب خزاو بہن کانونہ ماتہ و ہرقی میں کرتی ہوئی سلام	دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں اس سی ہی مراد کہ ہم آشنا نہیں
---	--

رباعیات

بعد از اتمام بزم عید اطفال آپونچی بہن تا سواد اعلیم عدم	ایام جوانی رہی ساغر کش حال ای عمر گذشتہ یک قدم استقبال
--	---

شب لاف و مزعوق فشان کاغم ہتا رویامین ہزار اکنہ سی صبح تلک	کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم ہتا ہر قطرہ اشک دیدہ پر غم ہتا
--	--

ایضاً

آتش بازی ہی جسی شعل اطفال تہا سو جد عشق ہی قیامت کوئی	ہی سوز جگر کا ہی اسپرور کا حال لڑکوں کی لہی گیا ہی کیا کس حال
--	--

ایضاً	
دل تماکہ جو جان درد و تہید سی ہم اور فردن ای تجلی افسوس	بنیابی رشک و حسرت ویدر ہے تکرار روا نہیں تو تجدید ہے
ایضاً	
ہی سلق حسد قاش لڑنی لے یعنی ہر بار صورت کا غذبہ	وحشت کہہ بے تلاش لڑنی لے ملتی ہیں یہ بد معاش لڑنی لے
ایضاً	
دل سخت نرند ہو گیا ہے گویا پر یار کی آگی بول سکتی ہی نہیں	اوس سی گلہ مند ہو گیا ہی گویا غالب شہدہ بند ہو گیا ہی گویا
ایضاً	
دکھ ہی کی پسند ہو گیا ہی غالب واحد کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں	دل رک رک کر بند ہو گیا ہی غالب سونا سو گند ہو گیا ہی غالب
ایضاً	
مشکل ہی نہیں کلام میرا ایدل آسان کہنی کی کرتی ہیں فرمایش	سین سنی اوس سی سخن تو ان کا دل گویم مشکل وگر گونیم مشکل
ایضاً	
بہی ہی جو مجکو شاہ جم جاہ فی دل یہ شاہ پسند دل فی بحث و جدال	ہی لطف و عنایات شہنشاہ پو دل ہی دولت و دین و دامن و واکی دل
ایضاً	
ہی شہین صفات ذوالجلالی باہم ہوں شاوکیوں سافل و عالی باہم	آنا جلالی و جلالے باہم ہی اب کی شب قدر و والی باہم

ایضاً	
حق شہ کی بقا سی خلق کو شاد کری	تا شاہ شیعوع در پیش دوا دگری
یہ دی جو گئی سی رشتہ عمر میں گانٹھ	ہی صفر کہ افز ایش اعدا دگری
ایضاً	
اس شہ میں لاکھ تار ہوں بلکہ سوا	اتنی ہی برس شمار ہوں بلکہ سوا
ہر سینکڑہ کو ایک گرہ فرض کریں	ایسی گرہیں ہزار ہوں بلکہ سوا
ایضاً	
کشتی ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں	عشاق کی پیش سی عاری نہیں
جو بات کہ ظلم سے اٹھایا ہو گا	کیونکر مانوں کہ او سمین تو از نہیں
ایضاً	
ہم گر چہ بھی سلام کر نیوالے	کرتی ہیں درنگ کام کر نیوالے
کہتی ہیں کہ میں خدا سی ادا د	وہ آپ ہیں صبح و شام کر نیوالے
ایضاً	
سلمان خور و خواب کھانسی لاؤں	آرام کی سبب کھانسی لاؤں
روزہ مرا ایمان ہی خالب لیکن	خسٹانہ و برف آب کھانسی لاؤں
ایضاً	
ان سیم کی بچوں کو کوئی کیا جانی	بھی ہیں جو ارخان شہ لانی
گن کر دیوں گی ہم دعائیں سوا	فیروزہ کی تسبیح کی ہیں یہ دانے

خاتم السراج مجازت ارباب سخن عرض کرتا ہی امیدوار ہمت و غفران محمد رحمن
 بن حاجی محمد روشن خان طیب اللہ شراکہ اس سے پہلی دیوان بلاغت نشان جناب
 نواب اسد اللہ خان غالب کا دلی میں چپا لیکن سبب سوو سنیان کی بعض
 مقام میں تغیر و تبدل ہوا اس لیے جناب مجمع لطف بیکران محمد حسین خان صاحب دہلی
 نے بعد نظر ثانی اور تصحیح جناب مصنف کی ایک نسخہ میری پاس بھیجا میں نے بافضل ایزوی
 مطابق اس نسخہ کی شہرہ لاہور مطبع نظامی واقع شہر کانیپور میں جت تمام
 اور دستی کمال سے چپا امید کہ جب ناظرین اس کی مطالعہ سے حلاوت سخن مئی پاتین مستم کو
 دعای خیر سی یاد فرمائیں فقط

قطعی سراج طبع دیوان کو شہرہ لاہور مطبع نظامی صاحب خان جہ طابک حسین لب اسد اللہ

کیا ہی دیوان چپا غالب کا	دیکھ سہتی کھا خوب ہے یہ
بسکہ ہر ایک کو مر خوب ہوا	شہری تالیخ کہ مر خوب ہے یہ

وجہ مہر کی خلیتے پر

واسطی سند اسبات کی کہ یہ کتاب چپی ہوئی مطبع نظامی کی ہی دستخط اور مہر کی گتے



العبد
 محمد علی